الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 — جمعۃ المبارک 29 مئی 2009ء — 04 / جمادی الثانی 1430 ہجری قمری ❁ 29 / ہجرت 1388 ہجری شمسی — شمارہ 22

قبولیت دعا پر شکرانہ کی دعا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں اپنی دعا کے قبول ہونے کا پتہ چلے مثلاً کسی مرض سے شفا پاؤ یا سفر سے واپس آؤ تو یہ دعا کرو کہ اس خدا کے لئے سب تعریفیں ہیں جس کی عزت اور جلال کے ساتھ تمام امور تکمیل پاتے ہیں۔

(مستدرک حاکم جلد1 صفحہ730 حدیث نمبر 1999)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جس وضاحت اور تفصیل اور توضیح کے ساتھ قرآن شریف میں مسیحؑ کے فوت ہوجانے کا ذکر ہے اس سے بڑھ کر متصوّر نہیں کیونکہ خداوند عزّ و جلّ نے عام اور خاص دونوں طور پر مسیح کا فوت ہوجانا بیان فرمایا ہے

”سوال۔ مسیح ابن مریم کا فوت ہونا قرآن شریف سے کہاں ثابت ہوتا ہے بلکہ یہ دونوں فقرے آیات کے یعنی رَافِعُکَ اِلَیَّ اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ دلالت کر رہے ہیں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ ایسا ہی یہ آیت کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ(النساء:158) اسی پر دلالت کر رہی ہے کہ مسیح نہ مصلوب ہوا اور نہ مقتول ہوا۔

الجواب۔ پس واضح ہو کہ خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھائے جانے کے یہی معنے ہیں کہ فوت ہوجانا۔ خدائے تعالیٰ کا یہ کہنا کہ اِرْجِعِیٓ اِلٰی رَبِّکِ (الفجر:29) اور یہ کہنا کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّيْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران:56) ایک ہی معنے رکھتا ہے۔ سو اس کے جس وضاحت اور تفصیل اور توضیح کے ساتھ قرآن شریف میں مسیح کے فوت ہوجانے کا ذکر ہے اس سے بڑھ کر متصوّر نہیں کیونکہ خداوند عزّ و جلّ نے عام اور خاص دونوں طور پر مسیح کا فوت ہوجانا بیان فرمایا ہے۔ عام طور پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران:145) یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے ہر یک رسول جو آیا وہ گذر گیا اور انتقال کر گیا۔ اب کیا تم اس رسول کے مرنے یا قتل ہوجانے کی وجہ سے دین اسلام چھوڑ دو گے۔ اب دیکھو یہ آیت جو استدلالی طور پر پیش کی گئی ہے صریح دلالت کرتی ہے کہ ہر یک رسول کو موت پیش آتی رہی ہے خواہ وہ موت طبعی طور پر ہو یا قتل وغیرہ سے اور گذشتہ نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جو مرنے سے بچ گیا ہو۔ سو اس جگہ ناظرین بداہت سمجھ سکتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح جو گذشتہ رسولوں میں سے ایک رسول ہیں اب تک مرے نہیں بلکہ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے تو اس صورت میں مضمون اس آیت کا جو عام طور پر ہر یک گذشتہ نبی کے فوت ہونے پر دلالت کر رہا ہے صحیح نہیں ٹھہر سکتا بلکہ یہ استدلال ہی لغو اور قابلِ جرح ہوگا۔

پھر دوسری آیت جو عام استدلال کے طریق سے مسیح ابن مریم کے فوت ہوجانے پر دلالت کرتی ہے یہ آیت ہے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ (الانبیاء:9) یعنی کسی نبی کا ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانے کا محتاج نہ ہو اور وہ سب مر گئے کوئی اُن میں سے باقی نہیں۔ ایسا ہی عام طور پر یہ بھی فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ(انبیاء: 35-36)

پھر تیسری آیت جو عام استدلال کے طریق سے مسیح کے فوت ہوجانے پر دلالت کرتی ہے یہ آیت ہے وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا(النحل:71)۔ سورۃ الحج الجزو 17۔ یعنی اے بنی آدم! تم دو گروہ ہو۔ ایک وہ جو پیرانہ سالی سے پہلے فوت ہوجاتے ہیں یعنی پیر فرتوت ہو کر نہیں مرتے بلکہ پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ دوسرا وہ گروہ جو اس قدر بڈھے ہوجاتے ہیں جو ایک ارذل حالت زندگی کی جو قابل نفرت ہے اُن میں پیدا ہوجاتی ہے یہاں تک کہ عالم اور صاحبِ عقل ہونے کے بعد سراسر نادان بچے کی طرح بن جاتے ہیں اور تمام عمر کا آموختہ بیک دفعہ سب بھول جاتا ہے۔

اب چونکہ خدائے تعالیٰ نے طرز حیات کے بارے میں بنی آدم کی صرف دو گروہ میں تقسیم محدود کر دی تو بہرحال حضرت مسیح ابن مریم خدا تعالیٰ کے تمام خاکی بندوں کی طرح اس تقسیم سے باہر نہیں رہ سکتے۔ یہ حکماء کا قانونِ قدرت نہیں جو کوئی اس کو ردّ کر دے گا۔ یہ تو سُنّت اللہ ہے جس کو خود اللہ جلَّ شَانُهٗ نے تصریح سے بیان فرما دیا ہے۔

سو اس تقسیم الٰہی کی رو سے لازم آتا ہے کہ یا تو حضرت مسیح مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى میں داخل ہوں اور وفات پا کر بہشت بریں میں اُس تخت پر بیٹھے ہوں جس کی نسبت انہوں نے آپ ہی انجیل میں بیان فرمایا ہے۔ اور یا اگر اس قدر مدّت تک فوت نہیں ہوئے تو زمانہ کی تاثیر سے اس ارذل عمر تک پہنچ گئے ہوں جس میں بباعث بیکاری حواس اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے“۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 264 تا 266)

اداریہ

ھے شکر ربّ عزّ و جل خارج از بیاں

خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کا پہلا سال گزشتہ صدی کے تمام سالوں کی طرح جماعت احمدیہ عالمگیر پر خداتعالیٰ کے بے انتہا فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کی بارش برساتے ہوئے اور اس کی نصرت وتائید کے لاتعداد نشانات دکھاتے ہوئے مکمل ہوا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ ۔اس سال میں خلافت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کے حوالہ سے بہت سے نیک اور بابرکت پروگرام دنیا بھر میں منعقد ہوئے۔ دنیا بھر میں خلافت علی منہاج النبوۃ کی ضرورت واہمیت، اس کی ارفع شان اور اس کی برکات کے موضوع پر مختلف زبانوں میں کتب لکھی گئیں، مضامین شائع ہوئے اور جلسوں اور اجلاسات میں تقاریر ہوئیں۔خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئی ممالک کا دورہ فرمایا اور کئی ایک تقریبات میں بنفس نفیس شمولیت فرما کر خلافت کی عظمت اور خلافت کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔اس کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ خلافت کے منصب عالی سے متعلق احباب جماعت کے علم وعرفان میں اضافہ ہوا اور خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے ان کی دلی وابستگی اور محبت اور اطاعت کے معیار بڑھے بلکہ غیروں نے بھی خلافت کے نظام کی برکات کا مشاہدہ کیا اور اپنے بیانات میں جماعتی وحدت، امن پسندی اور عالمی سطح پر بہبود انسانی کے کاموں کو خراج تحسین پیش کیا۔خداتعالیٰ نے جماعت کی عزت اور مقبولیت کو چاردانگ عالم میں خوب شہرت دی۔مختلف زبانوں میں کثرت کے ساتھ دینی کتب اور لٹریچر کی اشاعت اور آڈیو ویڈیوز تیار ہوئیں اور یہ سلسلہ مسلسل آگے بڑھ رہا ہے۔خدمت نوع انسانی کے کئی ایک پروگرام جو پہلے سے جاری تھے ان میں خاصی تیزی آئی اور کئی ممالک میں متعدد نئے منصوبے جاری ہوئے۔تعمیر مساجد، نئے مشن ہاؤس اور مراکز تبلیغ کا قیام، سکولز، اسپتالوں اور کلینکس کا اجراء، تبلیغ اسلام اور دعوت الی اللہ کی مہمات میں کامیابیوں کے نئے دروازے کھلے۔انفرادی حیثیت میں بھی اور اجتماعی طور پر بھی احباب جماعت کے اموال ونفوس میں خداتعالیٰ نے اس خلافت جوبلی کے سال کے فیض سے برکتوں میں اضافہ فرمایا اور جماعت کے مردوں، عورتوں، بچوں سبھی نے اخلاص ووفا اور قربانی کے نئے مدارج طے کئے۔باوجودیکہ دنیا مالی بحران کا شکار ہے لیکن خلافت حقہ سے وابستہ اس جماعت کے مخلصین نے مالی قربانیوں میں آگے ہی قدم بڑھایا۔اس سال میں کئی ایسے خوش نصیب بھی تھے جنہوں نے راہ مولا میں اپنے خون دے کر صداقت احمدیت پر شہادت دی اور کئی ایسے بھی معصوم تھے اور ہیں جو محض خدا کی خاطر قید وبند کی صعوبتوں کو نہایت درجہ صبر واستقلال کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں اور مخالفین کی ایذارسانی ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہیں کر سکی۔

وہ تمام لوگ جو خلافت احمدیہ سے دلی محبت اور سچی اطاعت اور اخلاص اور وفا کا تعلق رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں آج کی پریشان حال دنیا میں خلافت کی برکت سے ایک خاص اطمینان قلب بخشا ہے اور ان کے سینوں کو آسمانی سکینت سے بھرا ہوا ہے۔وہ جانتے ہیں کہ نظام خلافت کا قیام عبادت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔چنانچہ وہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتے ہوئے اور خداتعالیٰ سے مدد اور توفیق مانگتے ہوئے اپنے عبادت کے معیاروں کو بڑھانے کے لئے مسلسل مصروف جہاد ہیں اور خداتعالیٰ انہیں ان کی ناچیز مساعی سے کہیں بڑھ کر محض اپنے فضل سے بہترین ثمرات سے نوازتا ہے۔

خلافت جوبلی سال میں جماعت کی اس غیر معمولی روز افزوں ترقی اور نصرت وقبولیت کو دیکھ کر منافقین ومخالفین کی حسد کی آگ اور بھی بھڑکی اور کئی ملکوں میں دشمنان اسلام واحمدیت نے جماعت کے لئے کئی قسم کی مشکلات کھڑی کیں اور ظلم وستم کی نہایت بھیانک کارروائیاں کیں۔لیکن اس خدا نے جس نے یہ سلسلۂ خلافت قائم فرمایا ہے ہر جگہ اپنی قدرت اور نصرت اور ہیبت کے عظیم الشان نشان دکھاتے ہوئے دشمنوں کو ان کے منصوبوں میں ناکام ونامراد کیا اور جماعتی ترقی اور فتوحات کے نئے دروازے اس کے فضل سے کھلتے چلے گئے۔

جماعت کے اخبارات ورسائل اور ایم ٹی اے اور جماعتی ویب سائٹ پر خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی منصوبہ کے تحت ہونے والے بہت سے پروگراموں کی رپورٹس اور جھلکیاں شائع اور نشر ہوتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔انشاء اللہ جلسہ سالانہ UK پر بھی ہم اس نہایت اہم تاریخی اور مبارک سال میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا کسی قدر تفصیلی تذکرہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے بھی سنیں گے جو ہم سب مومنین خلافت کے ایمان وعرفان میں مزید ترقی ومضبوطی کا باعث ہوگا۔انشاء اللہ۔

کتنے خوش نصیب ہیں ہم سب جن کے حق میں خداتعالیٰ نے خلافت کے وعدہ کو پورا فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہم جس قدر بھی شکر کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت قیادت میں خلافت احمدیہ کی پہلی صدسالہ جوبلی کی تقریبات میں حصہ لینے اور ان کے ثمرات وبرکات کو مشاہدہ کرنے کی توفیق وسعادت بخشی۔آیئے اس سعادت پر ہم پہلے سے بھی بڑھ کر اس کے حضور سجدات شکر بجالائیں تاکہ وہ اپنے وعدہ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ کے مطابق اپنی اس جماعت پر اور بھی زیادہ فضل نازل کرے۔خدا کرے کہ نہ صرف ہم بلکہ ہماری نسلیں بھی قیامت تک اس نعمت خداوندی کی حقیقی قدردانی کرتے ہوئے خلافت سے سچی اور کامل وابستگی کے تعلق میں مستحکم سے مستحکم تر ہوتے ہوئے خلافت حقہ کے تمام مقاصد عالیہ کو پورا کرنے والے ہوں۔اے خدا تو ایسا ہی کر۔آمین

(نصیر احمد قمر)

رحم کر ظلم نہ ڈھا آہ غریباں سے ڈر

(منظوم کلام: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

ہائے وہ سر جو رہِ یار میں قربان نہ ہو
وائے وہ سینہ کہ جو عشق میں بریان نہ ہو

حیف اس روح پہ جو مست رُخ یار نہیں
تف ہے اس آنکھ پہ جو شوق میں گریان نہ ہو

دل یہ کہتا ہے اسی در پہ رما دے دُھونی
نفس کہتا ہے کہ اُٹھ منت میں ہلکان نہ ہو

زندگی ہیچ ہے انسان کی دنیا میں اگر
سینہ میں قلب نہ ہو قلب میں ایمان نہ ہو

آدمی وادیٔ ظلمت میں بھٹکتا مر جائے
راہنمائی کا اگر عرش سے سامان نہ ہو

ہاتھ گر کام میں ہو دل میں ہو رب ارباب
کوئی مشکل نہیں دنیا میں کہ آسان نہ ہو

واعظا شرم سے مر جانے کی جا ہے صد حیف
لب پہ قرآن ہو پر سینہ میں قرآن نہ ہو

نخل ایمان پنپنے کا نہیں زاہد خشک
سینچنے کو اسے گر چشمۂ عرفان نہ ہو

چھوڑ کر راہ خدا راہ بُتاں پر مت جا
عقل دی ہے تجھے اللہ نے نادان نہ ہو

نسل آدم ہے تو ابلیس کے پیچھے مت چل
بندہ رحمٰن کا بن بندۂ شیطان نہ ہو

رحم کر ظلم نہ ڈھا آہ غریباں سے ڈر
کام وہ کر کہ جسے کر کے پشیمان نہ ہو

غیر ممکن ہے کٹے راہ طریقت جب تک
جام اعمال نہ ہو بادۂ ایمان نہ ہو

سر میں ہو جوش جنوں دل میں ہو عشق محبوب
خوف دوزخ نہ رہے خواہش رضوان نہ ہو

اب تو خواہش ہے وہاں جا کے لگائیں ڈیرا
دیکھنے کو بھی جہاں صورت انسان نہ ہو

ہوں گنہگار ولے ہوں تو ترا ہی بندہ
مجھ سے ناراض ترے صدقے مری جان نہ ہو

یاس اک زہر ہے بچ اس سے بشیؔر عاصی
فضل ہو جائے گا اللہ کا پریشان نہ ہو

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر44

الحاج احمد عبدالقادر عودہ صاحب

مکرم الحاج صالح عبدالقادر صاحب کا ذکر گزر چکا ہے، الحاج احمد، الحاج صالح کے بھائی تھے۔آپ 1881ء میں پیدا ہوئے اور 14/اپریل 1975ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

آپ سادہ زبان میں مضامین لکھتے اور شعر کہتے اور اپنے صوفی منش دوستوں کو سناتے رہتے تھے۔آپ اپنے بھائی الحاج صالح کے ساتھ ہی رہتے تھے اور مکرم محمد القزق اور علی القزق صاحب سے دوستی تھی۔یوں آپ بھی ان پہلے چند لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا پتہ چلا اور بعدازاں بیعت کی توفیق ملی۔

ایک رات آپ کو رؤیا میں آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپؐ کے ساتھ حضرت علی اور حضرت فاطمہ اوران کے دونوں بیٹے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے۔اس دوران رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو آگے کرتے ہوئے الحاج احمد کو فرمایا کہ: هٰذَا الْإِمَامُ الْمَهْدِی، هٰذَا الْإِمَامُ الْمَهْدِی، عَلَیْکَ الْإِیْمَانُ بِهٖ لِأَنَّهٗ صَاحِبُ الْوَقْتِ ۔ یعنی یہ امام مہدی ہے، یہ امام مہدی ہے۔ اس پر ایمان لے آؤ کیونکہ یہ وقت کا امام ہے۔ چنانچہ اس رؤیا کے بعد آپ نے بیعت کرلی۔

آپ مکرم جلال الدین شمس صاحب کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جایا کرتے تھے۔اسی طرح کبابیر جماعت کی پہلی مجلس عاملہ میں آپ کو سیکرٹری مال کے طور پر خدمات بجالانے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔نیز آپ نے امام الصلاۃ اور خطیب کے طور پر بھی جماعت میں خدمات سرانجام دیں۔

مکرم محمد صالح عبدالقادر عودہ صاحب (ابوصلاح)

آپ مکرم صالح عبدالقادر صاحب کے بیٹے اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر کے دادا تھے۔آپ 1910 ء میں کبابیر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے خاندان کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔اس وقت آپ کی عمر 18 سال تھی۔آپ کو بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ نہ ملا تاہم صحت کے ساتھ قرآن کریم کی قراءت آپ نے سیکھ لی تھی۔آپ حیفا میں کام کرتے تھے۔ان دنوں مولانا جلال الدین صاحب شمس حیفا میں مقیم تھے لہذا آپ کے والد صاحب نے آپ کو نصیحت کی کہ اپنے کام سے واپسی کے بعد مبلغ سلسلہ کی خدمت میں حاضر رہنا، اوران کی مدد اور اعانت کرنا۔چنانچہ مولانا شمس صاحب کے واپس جانے تک آپ نے اپنے والد صاحب کی اس نصیحت پر پورے اخلاص کے ساتھ عمل کیا۔شمس صاحب کے بعد جب مولانا ابوالعطاء صاحب بطور مبلغ تشریف لائے تو آپ نے ان سے عربی زبان کے بنیادی قواعد بھی سیکھ لئے۔ اسی طرح شوق مطالعہ نے آپ کو کامیاب مبلغ بنا دیا۔

آپ حیفا کی مساجد میں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بشارت دیا کرتے تھے اور بعض بڑے بڑے مولویوں اور مفتیوں کے ساتھ بھی مناظرے کرنے سے نہ گھبراتے ۔اسی طرح فلسطین کی دیگر بستیوں اور آبادیوں میں بھی آپ تبلیغ کے لئے جاتے رہتے تھے اور کبھی دشمنوں کی زیادتیوں اور ایذا دہی اور گالی گلوچ کی پرواہ نہ کی۔

نہ صرف یہ کہ آپ نے خود مبلغین کرام اور سلسلہ کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی بلکہ اپنی بیوی بچوں کو بھی اس خدمت کا پابند کیا یہاں تک کہ آپ کی نسل میں یہ خدمت کا جذبہ چلتا جارہا ہے۔اللہ کرے کہ یہ اخلاص ومحبت اور یہ نیکی ان کی اولاد در اولاد منتقل ہوتی رہے، آمین۔

آپ نے جماعت احمدیہ کبابیر میں بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری تعلیم وتربیت، سیکرٹری تبلیغ، جنرل سیکرٹری کے علاوہ بحیثیت صدر جماعت بھی خدمت کی توفیق پائی۔آپ کی وفات 1980ء میں ہوئی۔

ایک دفعہ جبکہ آپ سیکرٹری مال تھے چوروں نے آپ کو پکڑ لیا اور رقم کا مطالبہ کیا۔آپ کے انکار کی وجہ سے وہ آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے اور اغوا کرکے لے گئے لیکن آپ نے ان کو جماعت کی رقم کا ایک آنہ بھی نہ دیا۔ ازاں بعد کسی طرح ساتھ والی بستی کے نمبردار سے ان چوروں کا سامنا ہوا جس نے محمد صالح صاحب کو ان سے چھڑایا۔

آپ تمام جماعت کو عموماً اور اپنی اولاد کو خصوصًا خلیفہ وقت کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہ وقت کو خط لکھو تو خط مختصر ہونا چاہئے اور تحریر واضح اور صاف ستھری ہونی چاہئے۔

1970ء میں جب خلیفۃ ثالث لندن تشریف لائے تو آپ کو حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

نہ صرف آپ تحریک جدید میں شامل ہونے والے اوائل عرب احمدیوں میں سے تھے بلکہ 1945ء میں آپ نظام وصیت میں شامل ہوکر اوائل عرب احمدی موصیان میں بھی شامل ہوگئے۔

مکرمہ نجمہ علی خطاب صاحبہ (ام صلاح)

آپ محمد صالح عودہ صاحب کی اہلیہ تھیں۔آپ کی پیدائش 1913ء میں حیفا میں ہوئی۔آپ کے والد مکرم علی خطاب صاحب ایک نیک اور متقی انسان تھے۔اسی طرح آپ کی والدہ مکرمہ عفیفہ احمد شنبور صاحبہ بھی پارسا خاتون تھیں۔آپ کی شادی 1934ء میں محمد صالح عودہ صاحب کے ساتھ ہوئی اور یوں آپ کبابیر میں جامع سیدنا محمود کے بالمقابل ایک گھر میں رہائش پذیر ہو گئیں۔مسجد سے قربت نے آپ کو جماعت اور مبلغین کرام کی خدمت کے بے شمار مواقع فراہم کئے اور یوں اس خدمت پر آپ تاوقت وفات کاربند رہیں۔

آپ کے خاوند کہتے ہیں کہ: مَیں نے مولانا جلال الدین صاحب شمس کی خدمت کی توفیق پائی پھر مولانا ابوالعطاء صاحب کی خدمت کی توفیق پائی۔ ایک دن مولانا ابوالعطاء صاحب نے مجھے فرمایا اے محمد صالح! آپ نے مولانا شمس صاحب کی بھی خدمت کی اور میری خدمت میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس کے بالمقابل میرے پاس کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے جو میں پیش کرسکوں تاہم میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک اور صالح بیوی عطا فرمائے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ میری بیوی اس دعا کا نتیجہ ہے۔مکرمہ نجمہ خطاب صاحبہ کی وفات 1993ء میں ہوئی۔

(نیچے بیٹھے ہوئے) ابوالفرج حصنی اور بچے۔بائیں سے دوسرے ناصر عودہ مرحوم اوران کے ساتھ عبدالقادر عودہ ہیں

(کرسیوں پر) سعید سوقیہ۔علاؤالدین النویلاتی۔محمد الشواء۔زکریا الشواء۔منیر الحصنی، صفدر حسین عباسی اور ابوراجی خالد عباس ہیں

مکرم حسین علی خالد عساف صاحب

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس جب حیفا تشریف لائے تو الجرینہ نامی ایک محلے میں قیام فرمایا۔آپ لوگوں سے بھرے بازار میں سے گزرتے اور انہیں امام مہدی کے ظہور کی خوشخبری سناتے ۔ ایک دفعہ مکرم حسین علی خالد عساف صاحب کو بھی مولانا جلال الدین صاحب شمس کی بات سننے کا موقع ملا۔ مولانا صاحب کی بہادری، پرحکمت کلام، اور دینی معارف سے معمور نہایت شستہ اور میٹھی باتیں آپ کے دل میں گھر کر گئیں۔ اسی وقت آپ کے دل میں احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت پیدا ہوگئی۔آپ نے مولانا شمس صاحب کو اپنے سادہ سے گھر میں دعوت پر بلایا اور یوں چند ایک ملاقاتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو انشراح صدر کے ساتھ قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی، اور آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ 1928ء میں جماعت میں داخل ہوگئے۔

آپ مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر کے نانا تھے۔

مکرم اسعد سعید عودہ صاحب (ابوموسیٰ)

آپ 1903ء میں کبابیر میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن ہی سے اپنے دادا مکرم عبدالحی عودہ صاحب کے ساتھ رہتے تھے جن کے ذمہ ان کے بھائیوں نے یہ ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ ان کے ڈیرے پر جو بھی مہمان آئے ان کی مہمانداری عبدالحی صاحب کی ذمہ داری ہوگی۔ان کے ڈیرہ پر لوگ نماز ادا کرتے تھے اور یہاں بیٹھ کر آپس میں گفت وشنید کی جاتی تھی۔آپ نے 1928ء میں مولانا شمس صاحب کے ذریعہ بیعت کی جبکہ آپ کے والد اور دیگر رشتہ دار جماعت میں شامل نہ ہوئے جن کے لئے آپ نے بہت زیادہ دعا کی، چنانچہ 27 سال بعد آپ کی دعا قبول ہوگئی جب 1955ء میں آپ کے خاندان کے دیگر افراد بھی جماعت میں شامل ہوگئے۔آپ نے 31/جنوری 1982ء کو وفات پائی۔

مکرم زکریا الشواء صاحب

آپ 1930ء کی دہائی کے شروع میں دمشق کے ایک محلے باب السریجہ میں پیدا ہوئے۔اور چھوٹی عمر میں ہی اپنے بڑے بھائی مکرم محمد الشوا صاحب کے ذریعہ 1940ء کی دہائی کے اواخر میں جماعت میں داخل ہوئے۔اس کے بعد آپ نے پولیس میں نوکری کر لی جہاں سے بالآخر 1980ء کے بعد ریٹائر ہوئے۔ پولیس میں آپ کی نوکری مختلف سیاحی مقامات پر ہوتی تھی جس کی وجہ سے آپ شام میں بطور زائر تشریف لانے والے احمدیوں کی خدمت کرکے بہت خوش ہوتے تھے۔

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1955ء میں یورپ تشریف لے جاتے ہوئے راستہ میں دمشق میں قیام فرمایا تو دمشق سے بیروت کے سفر کے میں جماعت احمدیہ شام کے چند افراد بھی حضورؓ کے ساتھ گئے تھے۔مکرم زکریا الشوا صاحب کو بھی حضورؓ کے ساتھ یہ سفر کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔راستہ میں اس وفد نے حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ بعلبک کے مشہور آثار قدیمہ کی سیر بھی کی تھی۔آپ جماعت کے ساتھ اخلاص اور امانت داری کی صفت میں نمایاں تھے اس لئے امیر جماعت شام مکرم منیر الحصنی صاحب نے آپ کو سیکرٹری مال کی ذمہ داری عطا کی۔

مکرم اکرم ظفراللہ الشواء صاحب

آپ مکرم محمد الشواء صاحب کے بیٹے تھے۔ جامعہ دمشق سے انجینئرنگ کی۔اور ملازمت کے سلسلہ میں الجزائر اور سعودی عرب کا سفر کیا۔واپسی پر دمشق میں جماعتی سرگرمیوں میں حصہ لیا اور نہایت اخلاص اور تندہی کے ساتھ جماعتی اجلاسات اور پروگراموں میں شرکت کیا کرتے تھے۔آپ کی بڑی خواہش تھی کہ خلیفہ وقت سے ملاقات ہو چنانچہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد میں لندن میں جلسہ سالانہ

میں شریک ہوئے۔

آپ ایک خطرناک بیماری کا شکار ہوئے اور 1995ء میں وفات پائی۔ ان کو دماغ کا سرطان تھا اور ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ 15 دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر آپریشن کامیاب ہو جائے تو اس کی عمر تین ماہ تک بڑھ سکتی ہے۔ انہوں نے آپریشن کروا لیا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں تمام ڈاکٹری رپورٹس بھجوا کے ہومیو پیتھی نسخہ کے لئے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ بہت لیٹ ہو گئے ہیں اور ہومیو پیتھی ادویہ بھی ارسال کیں۔ اس کے بعد مکرم اکرم الشواء صاحب ایک سال زندہ رہے۔ حضور کی خدمت میں جب ان کی وفات کی خبر دی گئی تو حضور نے فرمایا کہ آپ نے مرض کے پوری طرح پھیل جانے کے بعد مجھے

(کرسی پر بیٹھے ہوئے دائیں سے) سعید سوقیہ، زکریا الشوا، مصطفیٰ النویلاتی، محمد الشوا، ناصر عودہ و دیگر افراد جماعت شام

اطلاع دی اور اس حالت میں کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ جو ادویہ ارسال کی گئیں وہ درد اور ان کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے تھیں۔ اسی طرح حضور نے لقاء مع العرب میں بھی ان کا ذکر کیا۔ اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ 1994-1995ء میں ہم چار مبلغین دمشق میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے مقیم تھے۔ مکرم اکرم الشواء صاحب کم و بیش روزانہ ہی ہمارے گھر تشریف لاتے تھے اور ہر دفعہ کوئی مضمون ذہن میں تیار کر کے لاتے اور غیر محسوس طریق پر اسے شروع کر کے خود بھی بولتے اور ہمیں بھی بولنے پر مجبور کرتے۔ یوں باتوں باتوں میں زبان سیکھنے کے سلسلہ میں انہوں نے ہماری بہت مدد کی۔ کبھی کبھار آپ اپنے بچوں کو بھی لے آتے اور بچے ہم سے سوالات پوچھتے جن کے جوابات دینے میں ہماری زبان کی کافی پریکٹس ہو جاتی۔ کبھی کبھار ہمیں اپنی گاڑی پر مختلف سیر گاہوں میں لے جاتے۔ دمشق میں مختلف گیمز کھیلنے کے لئے کلب بنے ہوئے ہیں اور ممبر شپ کافی مہنگی ہے۔ مکرم اکرم الشواء صاحب نے ایک دن ہمیں بتایا کہ ان کے ایک دوست کا ایک کلب ہے جس میں کئی قسم کی کھیلیں کھیلنے کی سہولت موجود ہے ان کی اس دوست سے بات ہوئی ہے جس کی بنا پر ہمیں اس کے کلب میں کھیلنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ہم وقتاً فوقتاً وہاں ٹیبل ٹینس کھیلنے کے لئے چلے جاتے تھے۔

اپنی آخری بیماری میں بھی جب ان کو بہت زیادہ درد اور تکلیف کا سامنا تھا۔ ہم اس خیال سے کہ ان کی تکلیف میں اضافہ ہوگا ان کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لہذا ان کے آرام کی خاطر آخری دنوں میں عیادت کے لئے بھی نہیں گئے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی ان کو ہماری فکر رہی اور گھر میں کھانا بنوا کر ہمیں بلایا۔ ان کو اس تکلیف دہ حالت میں دیکھنا ہی مشکل تھا کجا یہ کہ وہاں بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا، لیکن جب بھی انہیں درد سے ذرا افاقہ ہوتا یہی اصرار کرتے کہ میری خاطر ہی کچھ کھائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور انکو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، آمین۔

مکرم ناصر عودہ صاحب

آپ فلسطین میں قومی سطح پر ایک منجھے ہوئے باکسر کے طور پر مشہور تھے۔ اسرائیلی تسلط کے بعد آپ کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی اور آپ نے شام سے آزادی فلسطین کی تحریک میں شامل ہو کر اپنا فعال کردار ادا کیا۔

باکسر اور اپنے وطن کی آزادی کی تحریک کے کارکن ہونے کے ساتھ ساتھ مکرم ناصر عودہ صاحب ایک کامیاب مبلغ بھی تھے۔ آپ کی تبلیغ سے کئی افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا اور ان کو بیعت کی توفیق ملی۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفہ رابعؒ کی طرف سے تعزیتی خط میں حضور نے آپ کو ایک پہلوان قرار دیا اور فرمایا کہ آپ جماعت فلسطین و شام کے ماتھے پر تاج کی طرح چمکتے رہیں گے۔

لوگوں کو خلیفہ وقت کے ساتھ رابطہ کی تلقین کرتے رہتے۔ ایک دفعہ ایک احمدی آپ کے پاس آیا جس کی شادی کو سات آٹھ سال ہو گئے تھے اور اولاد کی نعمت سے محروم تھا، چنانچہ اس نے آپ سے درخواست دعا کی۔ آپ نے اسے کہا کہ خلیفہ وقت کو لکھو ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے۔ لہذا اس نے خط لکھا اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد سے نوازا۔

آپ کو کمر پر شدید چوٹ آئی جس کی وجہ سے آپ کئی ماہ تک بستر پر ہی رہے آخر ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ کے جسم کا نچلا حصہ فالج کا شکار ہو سکتا ہے۔ آپ نے دعا کے لئے حضور کی خدمت میں لکھا اور حضور کی طرف سے خط گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے گا۔ اس پر انہوں نے بڑے یقین کے ساتھ کہا کہ میں انشاء اللہ ٹھیک ہو جاؤں گا۔ اور ایسے ہی ہوا کہ چند دنوں میں ہی آپ صحت یاب ہو کر چلنے پھرنے لگے۔

آپ کی اولاد میں عبد القادر عودہ صاحب بھی تبلیغ میں بہت فعال ہیں اور کئی افراد کو انکی تبلیغ کے ذریعہ قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے۔

مکرمہ خدیجہ خطاب صاحبہ

آپ مکرم ناصر عودہ صاحب کی اہلیہ تھیں۔ آپ 1940ء میں کبابیر میں پیدا ہوئیں اور 1948ء میں فلسطین پر اسرائیلی تسلط کی وجہ سے اپنے اہل خانہ کے ساتھ شام کو ہجرت کر گئیں۔ آپ نے شروع میں ہی اپنی اولاد کے دلوں میں سلسلہ اور خلافت سے محبت کا بیج بویا۔ آپ کے والد صاحب غیر احمدی تھے اور ایک دن انہوں نے اپنے نواسے اور ان کے بیٹے عبد القادر کو غیر احمدیوں کی مسجد میں بغرض نماز لے جانے کی کوشش کی تو آپ نے باوجود اپنے والد سے شدید محبت کے انہیں روک دیا اور کہا کہ احمدی کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز کیسے پڑھ سکتا ہے جو اس کے امام کو کافر اور مرتد سمجھتا ہے۔

نو مبایعین کے اہل خانہ کے ساتھ روابط اور ان کی تعلیم و تربیت میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ اسی طرح جب شام میں احمدی مشن کو حکومت نے بند کر دیا تو جماعت میں داخل ہونے والے اکّا دکّا افراد کو مختلف احمدی ذاتی طور پر سنبھالتے رہے۔ اس عرصہ میں مکرمہ خدیجہ خطاب کے گھر نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے ماں کی طرح بعض نوجوانوں کی تربیت کی۔

مکرم منیر الحصنی صاحب کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ مکرمہ عزیزہ صاحبہ کی دیکھ بھال اور ان کی بیماری وغیرہ میں ہر لحاظ سے مدد کے لئے خود بھی جانا اور اپنی بیٹیوں کو بھی بلا ناغہ بھیجنا آپ کے بڑے بڑے کاموں میں سے ایک ہے۔ آپ نے 2008ء میں وفات پائی۔

مکرم خالد الیمانی صاحب (ابو نعیم)

آپ کا تعلق شام کے شہر حمص سے تھا۔ دمشق میں آپ دمشق تا بغداد بس سروس میں کام کرتے تھے کہ ایک دن آپ کی ملاقات مکرم زکریا الشواء صاحب سے ہوئی جن سے بات کرنے سے جب آپ کو پتہ چلا کہ وہ احمدی ہیں تو آپ نے فوراً کہا: میں نے جماعت کی کئی کتب کا مطالعہ کیا ہے اور میں کئی سالوں سے مکرم منیر الحصنی صاحب کی تلاش میں ہوں۔ مکرم زکریا صاحب نے ان سے وعدہ کیا کہ کسی دن انہیں مکرم منیر الحصنی صاحب کے پاس لے جائیں گے۔ واپس

جماعت احمدیہ شام کے افراد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔
حضور کی بائیں جانب عمر رسیدہ بزرگ مکرم خالد الیمانی صاحب (ابو نعیم) ہیں

جا کر جب مکرم زکریا الشواء صاحب نے مکرم منیر الحصنی صاحب کو ماجرا سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ مَیں خود ایسے شخص کے پاس جاؤں گا۔ یوں ان کی منیر الحصنی صاحب سے ملاقات ہوئی اور پھر ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا جن میں یہ ہر دفعہ سوالات لے کر آتے اور ان کے کافی وشافی جوابات پا کر مطمئن ہو کر جاتے۔ یہاں تک کہ آخر مکمل طور پر انشراح صدر کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ صاحب نظر اور علمی مزاج رکھنے والے درویش منش انسان تھے۔ مکرم منیر الحصنی صاحب کی وفات کے بعد آپ مکرم نذیر المرادنی صاحب کے ساتھ ہفتہ وار ملاقات کرتے تھے اور مختلف جرائد و مجلّات میں جماعت کے خلاف اور حق میں اور جماعتی مسائل سے متعلق نشر ہونے والے مواد کو جمع کر کے ان کو دیتے۔

پرانے عرب احمدیوں کی آپ کے دل میں عزت و توقیر اور بے پناہ احترام تھا۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ اس سچی تعلیم کو لے کر ہمارے پاس آئے چنانچہ آپ شام کے پہلے احمدی مکرم محمد سعید الشامی صاحب کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے لبنان بھی گئے لیکن تلاش بسیار کے باوجود آپ کو انکے خاندان کا پتہ نہ چل سکا۔

باوجودیکہ آپ کی عمر 90 سال تھی پھر بھی آپ کئی میل کا سفر طے کر کے نماز جمعہ باجماعت ادا کرنے کے لئے جماعت کے سنٹر میں جایا کرتے تھے۔

آپ کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کی بھی سعادت ملی اور آپ کی وفات اس سال (2009ء) کے شروع میں ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قیام دمشق کے دوران مکرم ابو نعیم صاحب اکثر ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ ان کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور ذکر کیا کرتے تھے کہ انکو ایک دفعہ دمشق کی سب سے پرانی لائبریری میں ملازمت مل گئی جس میں کام کے علاوہ انہیں کئی نادر کتب کے مطالعہ کی بھی توفیق ملی۔ آپ کو اکثر خدا تعالیٰ کی طرف سے رؤیا صالحہ دکھائے جاتے تھے۔ شام میں ایک لمبے عرصہ تک مبلغین کا جانا محال رہا اس کے بعد انہوں نے ایک خواب دیکھی جس میں واضح اشارہ تھا کہ یہاں پر بعض مبلغین عربی کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آنے والے ہیں۔ یہ خواب انہوں نے مکرم نذیر المرادنی صاحب سابق امیر جماعت شام کو بھی سنائی۔ اور جب دمشق میں بغرض تعلیم مبلغین کی آمد ہوئی تو اس وقت یہ خواب پوری ہو گئی۔

صلحائے عرب اور ابدال الشام کے بارہ میں یہ ایک مختصر سا خاکہ دیا گیا ہے جس سے مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام کو ان بزرگوں کے بارہ میں معلومات حاصل ہو جائیں جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ یہ صلحاء تیرے لئے دعا کرتے ہیں، اور تا کہ ہم سب بھی ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو ان کی مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں کی گئی دعاؤں کی بہترین جزا عطا فرمائے اور غریق رحمت فرمائے اور اپنی جنتوں میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے، آمین۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

شیطان فقر یعنی غربت کا خوف پیدا کر کے اور فحشاء کا حکم دے کر بندوں کو اللہ تعالیٰ سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہ اس کے ڈراوے میں نہیں آتے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ جان، مال اور دیگر قربانیوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں وَاسِعْ خدا کی طرف سے ان پر بے انتہا فضل نازل ہوئے اور ہوتے ہیں۔ واسع خدا کے اجر کی کوئی انتہا نہیں۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت ''اَلْوَاسِع'' کی قرآن مجید کی آیات کے حوالہ سے لطیف تشریح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 8 رمئی 2009ء بمطابق 8 رہجرت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک نام اَلْوَاسِعْ بھی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جس کا رزق اس کی ساری مخلوق پر حاوی ہے اور جس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور وہ ذات جس کا غنی ہونا ہر احتیاج پر حاوی ہے۔ ایک معنی اس کے یہ بھی کئے جاتے ہیں کہ وہ ذات جو بہت زیادہ عطا کرنے والی ہے۔ وہ ذات جس سے جب سوال کیا جاتا ہے تو وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے اور بعض کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ وہ ذات جو ہر ایک چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے، ہر ایک چیز کا علم رکھتی ہے۔ یہ تمام معنی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے حوالے سے مل جاتے ہیں۔

اس وقت مَیں قرآن کریم کی بعض آیات پیش کروں گا جن میں خدا تعالیٰ نے بعض باتوں کی طرف مومنین کو توجہ دلاتے ہوئے انہیں اپنی صفت وَاسِعْ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

سورۃ البقرہ میں شیطان کے بندوں کو ورغلانے کے ضمن میں اللہ تعالیٰ آیت 269 میں فرماتا ہے کہ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:269) شیطان تمہیں غربت سے ڈراتا ہے، تمہیں فحشاء کا حکم دیتا ہے۔ جبکہ اللہ تمہارے ساتھ اپنی جناب سے بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ وسعتیں حاصل کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں جو شیطان اللہ تعالیٰ سے بندوں کو دُور کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ایک فَقْر یعنی غربت کا خوف پیدا کرنا اور دوسرے فَحْشَآء کا حکم دینا۔ یہ جو فَقْر سے ڈرانا ہے اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ شیطان نے خدا تعالیٰ سے یہ کہا تھا کہ مَیں ہر راستے پر بیٹھ کر انسانوں کو سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کروں گا تو اس نے اس بات کو پورا کرنے کے لئے کبھی بھی کوئی راستہ نہیں چھوڑا جہاں وہ نہ بیٹھا ہو۔ ہر راستے پر اس کا یہ بیٹھنا اس کی اپنی طاقت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ نے اس کو اجازت دی تھی کہ ٹھیک ہے تم یہ کرنا چاہتے ہو تو کرو لیکن مَیں تمہارے پیچھے چلنے والوں کو جہنم سے بھر دوں گا اور یہ بات خدا تعالیٰ نے کھول کر ہمیں قرآن کریم میں بھی بتا دی کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اگر تم میرے بندے بننا چاہتے ہو تو شیطان سے بچ کے رہنا۔ شیطان کے ورغلانے کے طریقے بظاہر تمہیں بہت اچھے نظر آئیں گے لیکن اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار جگہ مختلف حوالوں سے شیطان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کے نقصانات بیان فرمائے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (سورۃ النساء آیت:61) یعنی اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خطرناک گمراہی میں ڈال دے۔

پھر فرمایا شیطان تمہیں بہت بڑے خسارے میں ڈالے گا اور تمہارا دوست بن کر تمہیں خسارے میں ڈالے گا۔

پھر ایک جگہ فرمایا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (الاعراف :23) یعنی یقیناً شیطان جو ہے وہ تم دونوں کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

آدم اور حوّا کے حوالے سے یہ بات بیان کی گئی ہے لیکن یہ بات آدم اور حوّا پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ مرد اور عورتوں دونوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ شیطان تم دونوں کا کھلا کھلا دشمن ہے۔ اس لئے اس کے بہکاوے میں آنے سے ہوشیار رہنا۔ نیک اعمال بجالاؤ۔ عبادات کی طرف توجہ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم نے جو واقعات اور قصے بیان فرمائے ہیں یہ پرانی باتیں صرف ہمارے علم کے لئے ہی نہیں دوہرائی گئیں بلکہ آئندہ کے لئے پیشگوئیاں ہیں کہ آئندہ اِس اِس طرح ہوگا۔ اس لئے اگر مومن ہو اور حقیقی مومن ہو تو ان باتوں سے ہوشیار رہو کہ یہ اب بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ زمانہ بدلنے کے ساتھ شیطان کے حملے کے طریقے بھی بدلتے رہے ہیں۔ ہر نئی ایجاد اور ترقی کی طرف اٹھنے والا انسان کا جو قدم ہے جہاں اپنی خوبی سے ہمیں فائدہ پہنچا رہا ہے وہاں شیطان بھی اس کو استعمال کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان تمہیں نقصان پہنچائے گا اور اس کے پیچھے چلو گے تو گمراہی کے گڑھے میں گرتے چلے جاؤ گے۔ سورۃ بقرہ کی جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اس میں فرمایا کہ شیطان تمہیں فَقْر سے ڈراتا ہے۔ فَقْر کا معنی غربت کے بھی ہیں اور فَقْر کے معنی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے کے بھی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ شیطان تمہیں فَقْر سے ڈراتا ہے کہ اگر یہ کام کرو گے تو تم کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں رہو گے۔ یہ کام کرنے سے یا فلاں کام کرنے سے تم پر غربت حاوی ہو جائے گی اور اس دنیا میں جو دنیاوی ترقی کی دنیا ہے تم بہت پیچھے رہ جاؤ گے اور اگر قربانیاں کرو گے تو کبھی اپنا مقام پیدا نہیں کر سکو گے۔ پس شیطان کا قربانیوں کے حوالے سے اس طریقے پر ڈرانا بھی مختلف طور پر ہے۔ کبھی وہ اس بات سے ڈرائے گا کہ یہ کام کا وقت ہے اور یہ وقت تمہیں اپنی عبادت کے لئے قربان نہیں کرنا چاہئے۔ کبھی مالی قربانی سے روکنے کے لئے فَقْر سے ڈرائے گا کہ تمہارا کام اور پیسہ اگر اس وقت نکلا تو تمہارے کاروبار میں نقصان ہوگا۔ کبھی اس بات سے ڈرائے گا کہ اگر یہ رقم آج یہاں خرچ کر لی تو تمہارے بچے بھوکے رہ جائیں گے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہ اس کے ڈراوے میں نہیں آتے۔

گزشتہ دنوں مَیں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔ مالی قربانی پہ کسی لکھنے والے نے لکھا۔ ربوہ میں کسی احمدی کا واقعہ تھا کہ وہ صاحب گوشت کی دکان پر کھڑے گوشت خرید رہے تھے۔ وہاں سے سیکرٹری مال کا سائیکل پر گزر ہوا تو اس شخص کو دیکھ کر جو سودا خرید رہا تھا، سیکرٹری مال صاحب وہاں رک گئے اور صرف یاددہانی کے لئے بتایا کہ آپ کا فلاں چندہ بقایا ہے۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ کتنا بقایا ہے؟ جب سیکرٹری مال نے بتایا تو وہ کافی رقم تھی۔ تو انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سیکرٹری مال کو ادا کر دی اور رسید لے لی۔ اور قصائی سے جو گوشت خریدا تھا وہ اس کو واپس کر دیا کہ آج ہم گوشت نہیں کھا سکتے۔ سادہ کھانا کھائیں گے۔ تو یہ ایسے بندے ہیں جو شیطان کے بہکاوے میں نہیں آتے جب وہ کہتا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہو، تمہارے بچے

ہیں ان کا آج گوشت کھانے کو دل چاہ رہا ہے اور تم اس سے اُن کو محروم رکھ رہے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی یہ ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں جو صرف گوشت ہی نہیں چھوڑتے بلکہ بعض دفعہ مالی قربانی کی خاطر فاقے بھی کر لیتے ہیں لیکن مالی قربانی سے پیچھے نہیں ہٹتے۔

پھر جان کی قربانی ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ ان قربانیوں سے بھی بھری پڑی ہے۔ پاکستان میں تو آج کل عام آدمی کی بھی سینکڑوں موتیں ہوتی ہیں اور کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کون اچانک گولی کا نشانہ بن جائے۔ لیکن احمدی جو قربانیاں دیتے ہیں انہیں علم ہوتا ہے کہ اس فعل سے، یہ کام کرنے سے، اس علاقہ میں رہنے سے یا ان رستوں پر گزرنے سے قوی امکانات ہیں کہ کسی وقت بھی موت واقعہ ہو جائے اور احمدی ہونے کی وجہ سے ہو جائے لیکن خدا کی خاطر یہ قربانیاں دیتے چلے جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سید الشّہداء حضرت سید عبداللطیف شہیدؓ کی قربانی ہے، مولوی عبدالرحمٰنؓ کی قربانی ہے جو کابل میں ہوئی اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھی۔ ان قربانیوں نے دنیا کو دکھایا کہ یہ عبدالرحمٰن ہوتے ہیں جو ایک مقصد کی خاطر خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور اس قسم کی قربانیوں کے بھی احمدیوں کی زندگیوں میں درجنوں واقعات ہیں کہ اچانک حملوں کے نتیجہ میں انہوں نے قربانیاں نہیں کیں اور شہادتیں حاصل نہیں کیں بلکہ سینہ تان کر اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے ان قربانیوں کے نظارے پیش کئے اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔

بہرحال شیطان کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تمہیں قربانی کرنے سے ڈراتا ہے۔ کبھی یہ کہہ کر کہ غربت کا کا شکار ہو جاؤ گے۔ کبھی یہ کہہ کر کہ تمہاری اس قربانی سے تمہاری اولادیں بھی کسی قابل نہیں رہیں گی۔ جب جان کی قربانی سے ڈراتا ہے تو پیچھے اولادوں کا خوف دلاتا ہے کہ ان کا کیا حال ہوگا؟ آج اس زمانہ میں معیشت کو بھی ریڑھ کی ہڈی کا نام دیا جاتا ہے۔ تو قربانی کرنے والوں کو جو جان، مال اور وقت کی قربانی کرتے ہیں، اپنے اور اپنے بچوں کے معاش کے ختم ہونے سے ڈرایا جاتا ہے، لیکن وہ قربانیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ کبھی اس بہکاوے میں نہیں آتے۔ اسی طرح اور کئی قسم کی قربانیاں ہیں جو انسان کی زندگی میں آتی ہیں جن سے شیطان ڈراتا ہے۔

پھر وقت کی قربانی کی مثال ہے۔ یہ تو ہر احمدی جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو احمدی بھی نظام جماعت سے منسلک ہیں وہ کچھ نہ کچھ وقت جماعت کے لئے دیتے ہیں اَور کچھ نہیں تو اجلاسوں پہ، اجتماعوں پہ اور جلسوں پر ہی کچھ وقت دے رہے ہوتے ہیں اور ہر ہفتے بہت بڑی اکثریت ہے جو اپنے وقت کی قربانی کر کے جمعہ پڑھنے آتی ہے اور شیطان جو روکتا ہے اس کے وسوسوں کی پرواہ نہیں کرتی۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو جمعوں میں اور بعض اوقات عیدوں پر بھی نہیں آ رہے ہوتے اور اپنے کاروبار پر یہ عبادتیں قربان کر رہے ہوتے ہیں اور جو نمازوں کی حالت ہے وہ تو قابل فکر حالت ہے، احمدیوں میں بھی بہت بڑی تعداد ہے جو وقت کی اس قربانی کی توجہ نہیں دیتی۔ عبادت کی سستی کی وجوہات ہیں اور اس میں سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اپنے کاموں میں، اپنے کاروباروں میں مشغول ہیں اور اس دوران میں نمازیں پڑھنے کے لئے وقت قربان نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم قربانیاں کر رہے ہوتے ہو تو شیطان تمہیں مختلف طریقوں سے ڈراتا ہے۔ کبھی غربت سے ڈرا کر نماز کے لئے وقت کو قربان کرنے سے روکتا ہے۔ کبھی کسی طریقے سے قربانی سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک حقیقی مومن ہونے کی حیثیت سے اس سے ہوشیار رہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے کے لئے شیطان کے مختلف طریقے ہیں جو وہ بندوں پر استعمال کرتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک طرف تو غربت کا خوف دلا کر تمہیں ان قربانیوں سے شیطان روکتا ہے لیکن دوسری طرف فَحْشَآء کی ترغیب دے کر وقت اور مال وغیرہ کو خرچ بھی کروا لیتا ہے۔ جو دنیادار ہیں اس کے بہکاوے میں آ کر ان چیزوں پر مال خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک غیر مومن جو ہے، ایک دنیادار جو ہے اس کو شیطان دنیاوی لہو و لعب میں خرچ کرنے کے لئے ابھارتا رہتا ہے۔ جُوئے پر، شراب پر، اور دوسری اس قسم کی بیہودگیوں پر شیطان کے پیچھے چلنے والے جو ہیں بے تحاشا خرچ کرتے ہیں اور انہیں احساس نہیں ہوتا کیونکہ شیطان اس بات کی طرف جو عارضی مزے اور لذت ہے ایسے ایسے طریقے سے توجہ دلا رہا ہوتا ہے کہ انسان بھول جاتا ہے کہ وہ غلط کام کر رہا ہے اور شیطان کے پیچھے چل رہا ہوتا ہے۔ پس مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ کہ شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ کیونکہ وہ پوری کوشش میں ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے دور کر دے۔ اس سے کبھی خیر کی امید نہ رکھو۔ بلکہ یہ سوچنا بھی انتہائی جہالت ہے کہ شیطان سے کوئی خیر مل سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا کام تو ہے ہی یہ کہ فَحْشَاء اور ناپسندیدہ باتوں کی طرف بندے کو لے کر جائے۔ اگر ہم ایک دنیادار آدمی سے یہ پوچھیں کہ تمہارے ذہن میں شیطان کا کیا تصور ہے؟ تو وہ یہی کہے گا کہ اللہ اس سے بچا کر رکھے۔ لیکن اس کے باوجود جو قربانیوں سے دور جا کر اور فَحْشَاء سے قریب ہو کر اس کے پیچھے دنیادار چل رہا ہوتا ہے اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہوتی کہ وہ کیا رہا ہے۔ شیطان ایسے بندوں کو اپنے پیچھے چلا کر اپنی اس بات کو پورا کر رہا ہے کہ مَیں انسانوں کی اکثریت کو خدا تعالیٰ سے دور کر دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان کے اس مکارانہ فعل سے ہوشیار رہو۔ وہ بڑی مکاری سے تمہیں ورغلاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف آؤ کہ یہی تمہاری زندگی کا مقصود ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف جھکو تو اللہ تعالیٰ تم سے بخشش کا وعدہ کرتا ہے۔ تمہارے پچھلے گناہوں اور غلطیوں کو معاف کرے گا اور آئندہ تمہیں نیکیوں اور قربانیوں کی توفیق دیتے ہوئے تمہارے لئے بخشش اور فضل کے سامان فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں یَعِدُکُم کے الفاظ استعمال کر کے یہ تسلی دلائی ہے کہ اگر حقیقی توبہ ہو گی تو بخشش یقینی ہے۔ اور صرف بخشش ہی نہیں بلکہ اس کے فضل کے بھی ایسے دروازے کھلیں گے کہ انسان کی سوچ سے بھی باہر ہوں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جس پہلے عمل کی طرف توجہ دلائی ہے وہ جیسا کہ مَیں بیان کر آیا ہوں فَقْر سے ڈرانا ہے۔ یعنی قربانیوں کے نتیجے میں، غربت اور نہ صرف غربت بلکہ اس حد تک تباہ حالت کہ جس طرح ریڑھ کی ہڈی کے بغیر انسان کھڑا نہیں ہو سکتا تو شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ان قربانیوں کی وجہ سے تم کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں رہو گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان جھوٹ بولتا ہے۔ قیامت کے دن اس نے تو اپنی ان باتوں سے مُکر جانا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمہاری بخشش کے سامان کرے گا۔ اس کے نتیجہ میں جہاں اس دنیا میں اپنے انعامات سے نوازے گا وہاں اُخروی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے گا۔

پھر شیطان جو ہے وہ فَحْشَآء کا حکم دیتا ہے جس کے کرنے سے اس دنیا میں بھی انسان کئی قسم کی مشکلات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بعض قسم کے گند اور بیہودگیاں جن سے انسان بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کئی قسم کے نقصانات اس کو اٹھانے پڑتے ہیں جو دنیاوی نقصانات بھی ہیں اور آخری زندگی میں عذاب کی صورت میں اس کو ملتے ہیں۔ لیکن ایک مومن سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس پر اپنے فضلوں کو بڑھائے گا اور بڑھاتا چلا جائے گا اور برکتوں کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ جو دنیا اور آخرت میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتے ہوئے اس کے درجات میں ترقی کا باعث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ وعدہ اس خدا کا وعدہ ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے وہ وَاسِعْ ہے۔ اس کے پاس فضلوں کے نہ ختم ہونے والے خزانے ہیں۔ آج ایک احمدی جو کسی بھی قسم کی قربانی کرنے والا ہے یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قربانی کے نتیجہ میں ایسے فضل فرماتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ کس کس طریقے سے اس کی اللہ تعالیٰ مدد فرما رہا ہے۔ مالی قربانی کرنے والوں کے مالوں میں اتنی وسعت دیتا ہے کہ بعض اوقات ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ کئی لوگ خط لکھ کر اس کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کے رزق میں اتنی برکت پڑی کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ جان قربان کرنے والوں کو اموال و نفوس میں اتنی برکت دیتا ہے کہ ان کی اولادوں کی سوچ سے بھی باہر ہے۔

کئی احمدی خاندان ہیں جن کے افراد نے احمدیت کی خاطر شہادت کا رتبہ حاصل کیا اور ان کی اولادیں اور ان کے عزیز اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ شہادتیں اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ان پر بے انتہا برکات اور فضل نازل کرنے کی وجہ بنیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بے انتہا نظارے دیکھے۔ اس خدا کے جو وَاسِعْ ہے اور عَلِیْم بھی ہے۔ عَلِیْم کہہ کر تو یہاں اس طرف بھی توجہ دلائی کہ تمہاری قربانیاں، تمہارے اعمال اس کے علم میں ہیں۔ آئندہ بھی جو عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوگا تو وَاسِعْ خدا اپنے وسیع تر فضلوں سے تمہاری توقعات سے بڑھ کر تمہیں حصہ دیتا رہے گا۔

پس یہ بنیادی نکتہ ہے جو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مزید احسان کس طرح کرتا ہے یہ دیکھیں کہ اپنی توبہ اور استغفار اور نیک اعمال اور قربانیاں جو ہیں وہی اس کی بخشش کے سامان نہیں کر رہی ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وسیع تر رحمت سے فرشتوں کو بھی اس کام پر لگایا ہوا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے کہ جو بندے ایمان لانے والے ہیں اور توبہ کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہیں اس کی خاطر قربانیاں دینے والے ہیں ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ مومن میں فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ(المومن:8) کہ وہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ جو اس کے گرد ہیں وہ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب تو ہر چیز پر رحمت اور علم کے ساتھ محیط ہے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ان کو بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

یہاں عرش کو اٹھائے ہوئے سے مراد فرشتے ہیں۔ سورۃ اَلْحَاقَّہ میں واضح طور پر فرشتوں کا ذکر کر کے فرمایا کہ قیامت کے دن وہاں آٹھ فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ بہرحال یہاں عرش اٹھانے والوں سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں یا وہ صفات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرشتے مامور کئے گئے ہیں جو سورۃ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں یعنی ربّ ہے رحمٰن ہے رحیم ہے اور مالک یوم الدین ہے۔ جو اس دنیا میں انسان کے کام آتی ہیں۔ بنیادی صفات پر جو ایمان لانے والے ہیں اور ایمان لانے کے بعد توبہ کی طرف توجہ کرنے والے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور نیک اعمال بجالانے والے ہیں ان کے لئے فرشتے بھی دعا کرتے ہیں خاص طور پر وہ فرشتے جن کے ذمّہ خدا تعالیٰ نے ان صفات کو انسانوں پر جاری کرنے کے لئے لگایا ہے۔ ہر فرشتہ جس کے ذمّہ متعلقہ صفت ہے خدا تعالیٰ سے اس صفت کے حوالے سے دعا کرتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے بخشش طلب کرتا ہے جو ایمان لانے کے بعد پھر اس کوشش میں ہیں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں اور ہمیشہ توبہ کرتے ہوئے اور نیک اعمال بجالاتے ہوئے اس قرب کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں اور شیطان کے حملوں سے بچے رہیں۔ اسی طرح جو ان فرشتوں کے ماتحت فرشتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کا جو نظام ہے اس میں ماتحت فرشتے بھی ہیں ان صفات کو جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں ان کے نیچے جو کام کر رہے ہیں وہ بھی ان بندوں کے لئے بخشش طلب کر رہے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں گویا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے اعمال کو زیادہ سے زیادہ اجر دینے کے لئے اپنے فرشتوں کے نظام کو بھی متحرک کیا ہوا ہے کہ میرے ان بندوں کے لئے بخشش طلب کرتے رہو جس سے جہاں ان کے اجر بڑھتے رہیں گے وہاں ان کو ان فرشتوں کی بخشش مانگنے کی وجہ سے ہمیشہ نیک اعمال اور توبہ کی توفیق بھی ملتی رہے گی۔ بندہ جو ہے لغزشوں اور غلطیوں سے پُر ہے۔ اگر لغزشیں ہوتی رہیں اور کہیں غلطی سے عارضی ٹھوکر لگ جائے، جان بوجھ کر انسان غلطیاں نہ کرتا چلا جائے تو یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمت کا واسطہ دے کر کہتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے علم کا واسطہ دے کر کہتے ہیں جو بے کنار ہے، جس کی کوئی حد نہیں ہے کہ انہیں بخش دے اور آئندہ بھی یہ لوگ تیری پیروی کرتے ہوئے تیری بخشش سے حصہ لیتے رہیں۔ یہاں رحمت کا ذکر پہلے کر کے بخشش کی دعا کی ہے کہ بخشش تو تیری رحمت سے ہونی ہے۔ پس اپنی وسیع رحمت کو جاری کرتے ہوئے بخشش کے سامان کرتا رہ۔ بے شک تیرا علم وسیع ہے جو انسان کے ان لوگوں کے دلوں میں ہے، وہ بھی تجھے علم ہے۔ اور آج اس نیک کام کے بعد آئندہ جو عمل ہونے ہیں ان کے بارے میں بھی فرشتے کہتے ہیں اے خدا ان کا تجھے بھی علم ہے۔ تو ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہوسکتا ہے کہ تیرے علم میں ہو کہ یہ بگڑ جانے والے ہیں اور جہنم کا ایندھن بننے والے ہیں لیکن اپنی رحمت کو پھیلاتے ہوئے ان کے نیک اعمال کو دائمی کر دے تاکہ یہ ہمیشہ نیکیوں کی طرف ہی مائل رہیں اور جہنم کی آگ سے بچے رہیں اور اگر تیری رحمت ہوگی تو ان کو یہ توفیق بھی ملتی رہے گی۔

پس یہ ہے ہمارا رحمٰن خدا اور غفور و رحیم خدا جو انسان کی بخشش کے سامان کرنے اور اسے نیکیوں پر قائم رکھنے کے لئے ہر ذریعہ استعمال کرتا ہے۔ ایک گناہ ہو تو اس گناہ کی اس کو اتنی سزا ملتی ہے لیکن ایک انسان اگر نیکی کرتا ہے تو دس گنا اجر ملتا ہے۔ قربانیوں کا معاملہ آیا تو فرمایا کہ اس قربانی کا سات سو گنا اجر ہے۔ پھر فرمایا کہ اس سے بھی بڑھ کر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ واسع خدا ہے اس کے اجر کی کوئی انتہا نہیں۔ لیکن پھر بھی انسان کتنا ناشکرا ہے کہ اس رحمٰن اور رحیم خدا کو چھوڑ کر جس کے اجر کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں شیطان کے بہکاوے میں آکر جو عارضی لذت ہے اس کی طرف لپکتا ہے۔

پھر حضرت موسیٰؑ کی ایک دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کا سورۃ اعراف میں ذکر ہے کہ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْکَ۔ قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ (الاعراف:157) اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ (یہ پچھلی آیت میں بھی دعا چل رہی ہے، کچھ حصہ اس آیت میں ہے)۔ یقیناً پھر ہم تیری طرف توبہ کرتے ہوئے آ گئے ہیں۔ اس نے کہا، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرا عذاب وہ ہے جس پر مَیں چاہوں اس کو وارد کر دیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قرآن میں جو انبیاء کے قصے بیان کئے گئے ہیں وہ آئندہ کے لئے پیشگوئیوں کی صورت بھی رکھتے ہیں۔ پھر جب ان دعاؤں کی قبولیت کا ذکر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ذکر کرتا ہے تو یہ رحمت آج بھی اسی طرح پھیلی ہوئی ہے جس طرح پہلے تھی۔ بشرطیکہ انسان جو ہے ان شرائط کو پورا کرنے کی کوشش کرے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی بے انتہا اور بے کنار رحمت کے ذکر میں فرماتا ہے کہ یہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ لیکن ساتھ ہی انسانوں کو ان کے مقصد پیدائش کی طرف بھی توجہ دلا دی کہ ٹھیک ہے میری رحمت تو ہر چیز پر حاوی ہے لیکن تمہارے ذمہ بھی بعض ذمہ داریاں لگائی گئی ہیں ان کو بھی ادا کرو اور شیطان کے پیچھے نہ چلو اور ذمہ داری یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرو، میری عبادت کرو، میرے سے سب رشتوں سے بڑھ کر محبت کرو، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے مالی قربانیاں بھی کرو اور میری آیات پر ایمان لاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں اور ماموروں کا دنیا میں آنا بھی خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانوں میں سے ایک ہوتا ہے کیونکہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نشانات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق ہیں ان کی آمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نشانات کا ایک سلسلہ شروع کیا جو چاند، سورج گرہن کی صورت میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ کبھی زلزلوں کی صورت میں یہ ظاہر ہوا۔ کبھی طاعون کی صورت میں یہ ظاہر ہوا۔ پھر اس زمانہ کی ایجادات ہیں ان کے بارہ میں پیشگوئیاں تھیں یہ بھی نشانیاں تھیں جو پوری ہو رہی ہیں اور یہ نشانات اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد دکھا رہا ہے۔ خود یہ لوگ تسلیم کرتے ہیں زلزلے آئے ہیں بیماریاں بڑھ گئی ہیں۔ پہلے بھی تھیں لیکن یہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ اتنی شدت پہلے نہیں تھی اور پھر جب دعویٰ کرنے والے نے یہ اعلان کر دیا کہ یہ ہوگا اور میری تائید میں ہوگا تو پھر یہ خاص نشان بن جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے نشانوں کو دیکھو، ان پر ایمان لاؤ اور میرے بھیجے ہوئے کی تضحیک نہ کرو تو تم پر میری رحمت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہوگی۔ رحمت پھیلتی چلی جائے گی اور ان پر یہ ضرور واضح ہو جائے گی جو نیک اعمال بجالا رہے ہوں گے۔ باقی اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ اس نے خود فرمایا جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہے گا بخش دے گا لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی صفت کو ہر چیز پر حاوی کیا ہوا ہے اس لئے بندے کو یہی امید رکھنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھتے ہوئے اس کے احکامات پر چلنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے۔ ایک مومن کا تو خاص طور پر یہ کام ہے۔ اس کا یہ کام نہیں کہ جو بات اللہ تعالیٰ نے اپنے پر واجب کی ہے اسے چھوڑ کر اس بات کو پکڑے کہ خدا کی رحمت وسیع ہے اس لئے، جو مرضی کرتے رہو بخشا جاؤں گا۔ یہ بیوقوفوں کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو نہ سمجھنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت یوں فرماتے ہیں کہ: ’’اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے‘‘۔ (جنگ مقدس۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 207) کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو بے شک وسیع ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی صفت عدل کے تحت غضب بھی رکھتا ہے۔ جب وہ فیصلہ کرنے لگتا ہے تو انصاف کرتا ہے۔ جب انسان قانون الٰہی جو ہے اس کو توڑتا ہے، اپنی حدوں سے بڑھتا ہے تو اس وقت یہ جو عدل کی صفت ہے اپنا حق پیدا کر دیتی ہے اور اس وقت اس کی خصوصیت پیدا ہو جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو قانون قدرت رکھا ہے اس کے تحت حد سے زیادہ بڑھنے والوں کو سزا بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اس لئے اس نے گناہگاروں کے بارہ میں رحمت حاوی کرنے کا نہیں فرمایا بلکہ تقویٰ پر چلنے والوں، زکوٰۃ دینے والوں اور جو خدا تعالیٰ کے نشانوں پر ایمان لانے والے ہیں ان کے بارہ میں فرمایا کہ ان پر میری رحمت واجب ہے۔ پس ایک مومن کا کام ہے کہ اس رحمت کے حصول کی کوشش کرتا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی وسیع تر رحمتوں کی امید رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

احمدیہ مسلم ہسپتال شیانڈا (کینیا)

کی کامیاب افتتاحی تقریب

وزیر مملکت اور دیگر اہم شخصیات کی شمولیت۔

جماعت کی خدمات انسانیت کے کاموں پر خراج تحسین۔میڈیا میں کوریج

(رپورٹ :نعیم احمد محمود چیمہ امیر و مشنری انچارج کینا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو نصرت جہاں کی بابرکت سکیم کے تحت کینیا کے ویسٹرن ریجن کے ایک دور دراز علاقہ میں جہاں پہلے کوئی ہسپتال موجود نہ تھا خدمت انسانیت کے لئے ایک ہسپتال تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔

1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس جگہ احمدیہ کلینک کی بنیاد رکھی اور 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی کلینک سے ملحقہ خریدی نئی زمین پر ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا۔2006ء کے آواخر میں اس ہسپتال کی تعمیر شروع ہوئی اور دسمبر 2008ء تک نہ صرف اس ہسپتال کی تعمیر مکمل ہوگئی بلکہ محکمہ صحت نے اسے باقاعدہ ایک ہسپتال کے طور پر رجسٹرڈ کرلیا۔

افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی وزیر مملکت برائے میڈیکل سروسز HonProfPeter Anyang' Nyongo تھے۔مہمان خصوصی کی آمد پر خاکسار نے ممبران مجلس عاملہ اور دوسرے حکومتی افسران کے ہمراہ استقبال کیا اور اس موقعہ پر اطفال و ناصرات نے استقبالیہ نغمات پیش کیے۔

ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے پر وزیر مملکت نے کینیا کا جھنڈا اور اس عاجز نے لوائے احمدیت لہرایا۔ جس کے بعد وزیر مملکت نے یادگار کے طور پر درخت بھی لگایا اور افتتاحی تختی کی نقاب کشائی کرتے ہوئے احمدیہ مسلم ہسپتال شیانڈا کا افتتاح کیا۔تختی کی نقاب کشائی کے بعد اس عاجز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد مکرم ڈاکٹر اقبال حسین صاحب انچارج ہسپتال نے وزیر مملکت کو پورے ہسپتال کا دورہ کروایا اور مختلف شعبہ جات کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔وزیر مملکت ہسپتال کی تعمیر شدہ بلڈنگ اور اس میں موجود سیٹ اَپ کی بار بار تعریف کرتے رہے۔الحمدللہ ثمّ الحمدللہ۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔ انچارج ہسپتال مکرم ڈاکٹر اقبال حسین صاحب نے ہسپتال کی تاریخ اور اسکی کارکردگی کے بارے میں رپورٹ پیش کی۔

اس تقریب میں تشریف لانے والے معزز مہمانان کرام جن میں ممیاس ٹاؤن کے کونسلر و میئر آف ممیاس، اسسٹنٹ ڈائریکٹر آف میڈیکل سروسز، ممبر آف پارلیمنٹ شیانڈا اور صوباتی کمشنر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔اور اس دور دراز دیہاتی علاقہ میں جہاں پہلے کوئی ہسپتال موجود نہ تھا ہسپتال تعمیر کرنے پر جماعت کے کام کو سراہا اور مبارکباد پیش کی۔

اس کے بعد مہمان خصوصی وزیر مملکت نے حاضرین سے خطاب کیا۔ جماعت احمدیہ کو اس دور دراز علاقہ میں ہسپتال تعمیر کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام آف قادیان کو سراہا کہ انھوں نے ایسی جماعت قائم کی جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمت انسانیت میں مصروف ہے۔اسی طرح سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ کا ذکر خیر کیا کہ جنہوں نے اس علاقہ میں کلینک قائم فرمایا اور بعدہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ جنہوں نے اپنے دورہ کینیا کے دوران اس ہسپتال کی بنیاد رکھی۔آخیر پر انہوں جماعت کو یقین دہانی کروائی کہ مستقبل میں بھی وہ اور ان کی وزارت جماعت سے ہر طرح تعاون کرے گی ۔انہوں نے نیشنل ہیلتھ انشورنس کو بھی جلد از جلد اس ہسپتال کو اپنی لسٹ میں شامل کرنے کی ہدایت کی۔ اجلاس کی آخیر پر اس عاجز نے جماعت کی طرف سے جناب وزیر مملکت اور تمام معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی اس طرح دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہسپتال کی افتتاحی تقریب نہایت کامیاب رہی ۔کل حاضری ایک ہزار سے زائد تھی جس میں پانچصد سے زائد مہمان تھے۔جن میں محکمہ صحت کے علاوہ مختلف سرکاری افسران، مذہبی تنظیموں، سکولوں، میڈیا کے نمائندے شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو قومی اخبارات نے اس تقریب کی خبر دی۔دو مقامی ایف ایم ریڈیوز اور ایک نیشنل ایف ایم ریڈیو سٹیشن نے تقریب سے قبل اور تقریب کے بعد بھی خبر دی۔

قارئین سے عاجزانہ درخواست ہے کہ مولیٰ کریم اس احمدیہ ہسپتال کو کامیاب کرے اور یہ خدمت انسانیت کے نیک مقصد کو پورا کرنے والا ہو۔ اور مستقبل قریب میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو کینیا میں مزید ہسپتال تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

احمدیہ ہسپتال پاراکو (بینن) کا شاندار افتتاح

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

جب 2004ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بینن کا دورہ فرمایا تو شمالی بینن کے شہر پاراکو کے میئر نے حضور انور سے درخواست کی کہ اس علاقہ میں ایک ہیلتھ سینٹر کھولا جائے اور اس کے لئے ایک قطعہ زمین بھی جماعت کو پیش کیا تو حضور انور نے ازراہ شفقت اس کی منظوری مرحمت فرمائی اور مارچ 2007ء میں اس کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور صرف سولہ ماہ کی مدت میں ایک خوبصورت ہسپتال تعمیر ہوگیا۔

یہ ہسپتال مین ہائی وے پر سڑک سے قریب واقع ہے۔ اس خوبصورت ہسپتال میں 60 بیڈز کی گنجائش کے ساتھ ساتھ جنرل میڈیسن، میٹرنٹی ، چلڈرن وارڈ، آپریشن تھیٹر، الٹرا ساؤنڈ، ای سی جی وغیرہ کی سہولتیں میسر ہیں۔

خلافت جوبلی کے سال میں 31/جولائی 2008 کو اس ہسپتال کا افتتاح عمل میں آیا۔شام کے وقت منسٹر آف ہیلتھ تشریف لائے اور ہسپتال کا معائنہ کیا۔منسٹر صاحب کے علاوہ میئر کے نمائندہ اور دیگر سرکاری افسران نے تقاریر کیں۔ اور جماعت کی طبی خدمات کو سراہا۔

اس تقریب میں 250 سے زائد افراد شریک ہوئے۔ جن میں ڈاکٹرز، فارماسسٹس، پاراکو شہر کے ہیلتھ آفیسر اور دیگر شامل تھے۔

اس تقریب کو ملک کے دو بڑے ٹیلی ویژن LC2 اور کنال ٹی وی جن کی نشریات انٹرنیشنل ہوتی ہیں نے دوران ہفتہ چھ مرتبہ پروگرام نشر کرکے خوب کوریج دی۔اور اخبارات میں بھی اس کی خبریں شائع ہوئیں۔

قارئین کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ہسپتال کو حقیقی رنگ میں دارالشفاء بنا دے اور ہمارے ڈاکٹرز کو معجزانہ دست شفا عطا ہو۔آمین

لجنہ اماء اللہ بینن کے زیر اہتمام خواتین کے عالمی دن کی مناسبت سے

خصوصی سیمینار کا انعقاد

مختلف مذاہب کی نمائندگان کی حقوق نسواں کے حوالے سے تقاریر۔احمدی خاتون مقرر کی اس حوالہ سے آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ پر پُر اثر تقریر۔نیشنل ریڈیو اور ٹی وی پر تقریب کی کوریج

(رپورٹ: ناصر احمد محمود طاہر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ دو سال سے لجنہ اماء اللہ بینن کو ماہ مارچ میں خواتین کے عالمی دن کی مناسبت سے بینن میں حقوق نسواں کے حوالے سے سیمینار منعقد کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

امسال بھی مورخہ 14/مارچ 2009ء کو یہ پروگرام منعقد ہوا تو صدر مملکت کی ایڈوائزر برائے امور خارجہ مادام گراس لوانی صاحبہ نے بینن کے انڈسٹریل کیپیٹل شہر کوتونو میں اپنے مشہور GL ہوٹل کو اس بات کے لئے وقف کیا کہ یہاں سیمینار منعقد ہو۔

یاد رہے کہ محترمہ گراس لوانی صاحبہ وہی معمر خاتون ہیں جنہوں نے حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ بینن 2008ء کے دوران حضور انور کی امامت میں جمعہ پڑھا تھا اور اس قدر متاثر ہوئی تھیں کہ برملا اظہار کرتی رہیں کہ مَیں نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے علماء کے پیچھے جمعے پڑھے ہیں لیکن ان کے خطبات کھوکھلے ہوتے ہیں ۔آج مجھے زندگی میں پہلی بار جمعہ پڑھنے اور خطبہ سننے کا حظ آیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے امام واقعی خدائی علم رکھتے ہیں جس طرح انہوں نے اپنے خطبہ میں قرآن کریم کی آیات کی دل میں اترنے والی تشریح کی ہے وہ منفرد اور ممتاز ہے۔ان کے ہر لفظ سے اسلام اور قرآن کی محبت چھلکتی تھی۔چنانچہ 14/مارچ کو سیمینار ان کے ہوٹل میں ہوا جس کی صدارت نیشنل صدر لجنہ محترمہ زبیدہ داؤدہ صاحبہ نے کی۔

سیمینار کا آغاز صبح دس بجے ہوا۔تلاوت وقصیدہ کے بعد سیمینار میں شریک پانچ مذاہب (پروٹسٹنٹ، وودوں، اسلام، ٹریڈیشنل مذاہب اور Celeste کرسچین) کے مقررین کے علاوہ مزید اتھارٹیز میں سے مشرق وسطیٰ میں امن وآشتی قائم کرنے والی نیشنل سوسائٹی کی نمائندہ، عالمی امن عامہ فیڈریشن کی نمائندہ نے بھی موضوع کے حوالہ سے تقاریر کیں اور اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات اور خیالات کا ذکر کیا۔

اسلام کی طرف سے احمدی خاتون مکرمہ عائشہ بکری صاحبہ نے ''حقوق نسواں کے پیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان پر ایک بڑی ہی پُر تاثیر تقریر کی جس کا اثر محفل میں ہی یوں ہوا کہ بعد میں Celeste مذہب کے مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ یہ وہی محمدؐ ہیں جن کا بائبل میں بھی ذکر ہے اور وہ سچے نبی ہیں۔اس خاتون مقرر کا یہ کہنا تھا کہ پنڈال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔

تقاریر کے بعد سوال وجواب کا سیشن تھا جس میں عورتوں کے حقوق، ذمہ داریاں، بچوں کی تعلیم وتربیت اور میاں بیوی کے اعلیٰ کردار اور اسلام نے تعدد ازدواج کو کیوں جائز قرار دیا جیسے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

سیمینار کے اختتام پر دعا سے قبل مادام گراس لوانی نے تمام حاضرین اور اتھارٹیز کے سامنے بینن میں جماعت احمدیہ کی روحانی، سماجی، علمی اور انسانی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اس سیمنار کو خوب سراہا اور آئندہ بھی ایسے پروگرام کرتے رہنے کی توقع کی۔ اس طرح دو بجے بعد دوپہر دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس سیمینار کو نیشنل ٹی (ORTB)، TV Golf اور ریڈیو نے ریکارڈ کرکے اپنی نشریات میں نشر کیا۔ اس سیمینار میں مختلف مذاہب اور اتھارٹیز کی 118 خواتین حاضر رہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت احمدیہ کو ساری دنیا میں اسلام احمدیت کی سچی تعلیم عمدہ طور پر پیش کرنے کی توفیق ملتی چلی جائے۔ اور اسلام کا پرچم ہمیشہ اونچا

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

مالی قربانی کے فیوض و برکات

(جماعت احمدیہ میں مالی قربانی کی چند خوبصورت مثالیں)

(ابن کریم - ربوہ)

خدا تعالیٰ نے اپنی آفاقی تعلیم میں اموال کے خرچ کو دنیا کے مصائب و آلام جن کو عذاب الیم کے نام سے یاد کیا گیا ہے کے دور ہونے کی خبر عطا فرمائی ہے۔ معاشرے کا یہ حال ہو چکا ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے جان سے یا خود ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یا دوسروں کی جانیں لے لیتے ہیں۔ چند روپوں کی خاطر قتل و غارتگری تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایسے میں آسمان سے یہ آواز دیا جانا کہ دردناک عذاب سے تمہیں اموال قربان کرنے سے نجات ملے گی کیسا خوبصورت فقرہ لگتا ہے کیسی دلربا بات لگتی ہے۔ اور پھر جنہوں نے اس راز کو پالیا وہ تمام قسم کے دردناک عذابوں سے امن میں آگئے اور جب عذاب الیم سے خدا نے بچالیا تو ساتھ ان خوشخبریوں کا بھی وارث بنا دیا جو اگلی آیات میں خدا تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے خوشخبریاں ہیں کامیابیاں ہیں جنتیں ہیں اور اس کی تازہ بتازہ مثالیں روز کے روز سامنے آتی رہتی ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے دلوں میں حیرت انگیز انقلاب اور تبدیلیاں پیدا فرمادی ہیں کہ احمدی اپنی ضروریات کو قربان کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔

دینی ضروریات کو مقدم کرنے کی چند مثالیں

ہمارے محلہ ہی کے ایک مخلص نوجوان جو آج کل جرمنی میں رہائش رکھتے ہیں نے اپنے مرحوم بھائی ارشد لنگاہ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ وہ ایک قصاب کے پاس گوشت اور قیمہ وغیرہ لینے کے لئے کھڑے تھے۔ آپ نے گھریلو ضروریات کے لئے گوشت وغیرہ کا آرڈر دیا۔ اتفاق سے وہیں ہمارے سیکرٹری صاحب مال مکرم الطاف خان صاحب کا گزر بھی ہوا اور انہوں نے کہا لنگاہ صاحب اچھا ہوا آپ سے ملاقات ہوگئی آپ کے ذمہ کچھ چندہ واجب الادا ہے۔ لنگاہ صاحب نے کہا خان صاحب کتنی رقم بنتی ہے سیکرٹری صاحب مال نے حساب کتاب کر کے کہا آٹھ سو یا نو سو۔ فوری طور پر جیب سے مطلوبہ رقم نکال کر سیکرٹری صاحب مال کے ہاتھ پر رکھ دی اور قصاب کو کہا بھائی اب یہ گوشت سنبھال لو۔ آج ہم دال وغیرہ سے ہی گزارہ کر لیں گے مگر دینی ضروریات مقدم ہیں۔

مکرم بشارت احمد کاہلوں صاحب مرحوم کے محلّہ دار سبزی فروش بتاتے ہیں کہ مکرم چوہدری صاحب گو صاحب حیثیت تھے مگر سبزی بالکل برائے نام لیتے تھے۔ میں نے کہا چوہدری صاحب کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں صرف میں اور میری بیوی رہتے ہیں ہم دونوں کم سے کم خرچ کرتے ہیں اور جو بھی رقم بچتی ہے وہ چندے میں پیش کر دیتے ہیں۔ ہماری چونکہ ان سے خاصی تعلق داری بھی ہے تو ان کے گھر سے یہ پتہ چلا کہ ان کے بچے ممالک غیر میں ہوتے ہیں۔ خاصی آسودگی ہے مگر انہوں نے اپنا بینک میں اکاؤنٹ تک نہیں کھلوایا ہوا بس تھوڑی بہت جائز ضروریات کے لئے خرچ وغیرہ کرتے ہیں۔ بقیہ جو بھی رقم ہوتی نظام جماعت کے حضور پیش کر دیتے ہیں کہ یہ دینی مہمات کے کام آوے اور توشۂ آخرت تیار ہوتا جاوے۔

ابھی چند ہفتے پہلے میں واک کر کے کالج روڈ پر سے گزر رہا تھا ایک احمدی دوست جو بڑھی وغیرہ لگاتے ہیں نے باتوں باتوں میں اپنے مرحوم والد صاحب صوفی محمد حسین صاحب کا مالی قربانی کا تذکرہ کچھ ان الفاظ میں کیا۔ وہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے بہت محنت اور مشقت سے ہمیں پالا۔ اللہ کا فضل ہوا میرے بہن بھائیوں کو باہر کے ممالک میں روزگار کے لئے جانے کے مواقع ملے خوب خوشحالی اور آسائش خدا تعالیٰ نے عطا فرمادیں۔ ابا کو بہن بھائی جو بھی رقم دیتے وہ فوری طور پر چندہ میں ادا کر دیتے۔ ایک دفعہ عید کے دنوں کے قریب تین چار ہزار روپے چندہ کے لئے بھجوادیئے۔ میری بہن نے کہا ابا جی پوتوں، پوتیوں، نواسے، نواسیوں کو عیدی نہیں دینی۔ انہوں نے جواب دیا بیٹا زندگی میں کما کر ہی آپ لوگوں کو کھلایا ہے۔ اب آپ لوگ جانو اور یہ بچے جانیں۔ ان کی عیدی اور میری عیدی یہی ہے کہ خدا کے حضور اموال قربان کئے جائیں۔ اسی میں ہماری آخرت کی بھلائی ہے اور ان کے مستقبل بھی خدا تعالیٰ اسی برکت سے بہتر بنائے گا۔

اِنفاق فی سبیل اللہ کی برکتیں

اور پھر ان اموال میں جو برکتیں پڑتی ہیں جو کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں جو نفوذ مل رہا ہے اس سے مخالف بھی خائف ہے اور اس کا برملا تذکرہ بھی کرتا ہے۔ ذرا ملاحظہ کریں۔

"جس قدر روپے احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سی بڑی سلطنت کو پل بھر میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی ہے"۔ (اخبار مجاہد 10 اگست 1935ء بحوالہ ماہنامہ مصباح فروری 1995ء، صفحہ 19)

مالی قربانی میں جماعت احمدیہ ہر نوع کی خدمت بجالاتی ہے اور عجیب اتفاق اور برکت ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی قربانیوں کی نقد نقد قبولیت فرما کر جزا بھی انہیں دکھا دیتا ہے۔

پچھلے دنوں مجھے مکرم ملک رفیق احمد سعید صاحب مربی سلسلہ کے انتقال پر ان کے ہاں تعزیت کے لئے جانا ہوا ان کے چھوٹے بھائی مکرم ملک حافظ منور احمد احسان صاحب نے ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے ان کی تعمیر مساجد کی تحریک کے بارے میں کچھ اس طرح بتایا کہ محترم مربی صاحب نے احباب جماعت کو تحریک کی کہ آپ اپنے اموال پیش کریں قربانی دیں خدا کے گھر کو ظاہری لحاظ سے بھی خوبصورت بنائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ آپ خدا کے گھر کو سنواریں گے تو خدا آپ کے گھروں کو سنوارے گا۔ ابھی آپ لوگ گھروں میں رہ رہے ہیں اگر خدا کے گھر کے لئے خوب دل کھول کر مدد کریں گے تو خدا آپ کے گھروں کو کوٹھیوں میں تبدیل کر دے گا۔ چنانچہ عجیب خدا کا کرنا ہوا کہ ادھر ان لوگوں نے خدا کا گھر خوبصورت بنیادوں پر تعمیر کیا اور ایسا دلکش قلعہ نما بنایا کہ ایک دفعہ ایک بڑے سرکاری افسر نے گاڑی رکوا کر پوچھا کہ یہ کونسی عمارت ہے تو انہیں بتایا گیا کہ یہ مسجد احمدیہ ہے۔ ادھر خدا نے ان احمدیوں کے اموال میں اتنی برکت دی کہ ان کے وہاں ہوتے ہوئے ان کے گھروں کو کوٹھیوں میں تبدیل کر دیا۔

پاکیزہ اموال کی حفاظت اور نگرانی کی اہم ذمہ داری

ایک اور پہلو بھی توجہ کے لائق ہے کہ ان پاکیزہ اموال کی حفاظت اور نگرانی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ان اموال میں بیوگان یتامیٰ اور غرباء اور محنت کشوں کے خون پسینے کی کمائیاں ہوتی ہیں جو انہوں نے دین کی اشاعت اور مساجد اور ہسپتالوں کی تعمیر اور ان کے اخراجات کے لئے پیٹ کاٹ کر دینی جذبے اور جوش سے دی ہوتی ہیں۔ ایک دو واقعات احباب کی خدمت میں اس غرض سے پیش کر رہا ہوں تا دوسرے لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ اموال خدا اور اس کے رسول کی محبت کی خاطر اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو یہ سمجھ کر ہضم کرنے کی کوشش کی جائے کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو بعض دفعہ نقد بہ نقد پکڑ اس خوفناک انداز سے آتی ہے کہ انسان کا دل دہل جاتا ہے اور ان واقعات کو دیکھ کر لرز اٹھتا ہے۔ ذرا ملاحظہ کریں ایک دو واقعات۔

مکرم رشید الدین صاحب اپنی کتاب "میرے والد" میں ایک خدائی پکڑ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ جماعتی اموال کی کس طرح خدا تعالیٰ غیرت رکھتا ہے۔ ان کے گاؤں کے ایک زمیندار نے جبکہ ہمارے گاؤں کی احمدیہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی سیمنٹ کی طلب کی اور کہا میں جلد ہی لوٹا دوں گا۔ مگر کافی دن گزرنے اور اسے یاد کروانے کے باوجود وہ لیت ولعل سے کام لینے لگا۔ ایک دن میں ایک بڑھئی کے پاس کچھ کام کروا رہا تھا اس کا گزر ادھر سے ہوا۔ میں نے کہا بھئی تمہاری طرف ہمارا کچھ قرض ہے۔ تم نے ادھار کے طور پر مسجد کا سیمنٹ لیا تھا مگر واپس نہیں کیا۔ اس زمیندار نے نہایت تمسخرانہ انداز میں کہا تمہیں جلدی کیا ہے۔ سیمنٹ مل ہی جائے گا۔ تم نے کوئی مرزا کی قبر پکی کروانی ہے۔

مکرم رشید الدین صاحب لکھتے ہیں مجھے اس کی اس متکبرانہ اور تمسخرانہ بات سے بڑا دکھ ہوا مگر میں خاموش رہا۔ کیونکہ ہمارے آنسو اور شکوے تو اللہ کے حضور ہی ہوتے ہیں۔ ظہر سے پہلے کا وقت تھا بہرحال میں روتا رہا اور دعاؤں میں مصروف رہا۔ عصر کے وقت گلی میں شور پڑا تو پتہ لگا کہ وہی متکبر انسان جو بڑا تنومند اور مضبوط جسم کا پہلوان ٹائپ شخص تھا ایک 17،16 سالہ نوجوان جس کو اس نے تھپڑ مارا تھا کی گولی کا نشانہ بن کر عبرت کا نشان بن چکا تھا۔ گویا چڑیا نے باز کو مار گرایا۔

خدا سے معاملات صاف رکھیں

بعض دفعہ لوگ اموال کو غلط بیانی سے چھپاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور پھر بھی خدا پکڑ لیتا ہے تو واقعتاً ساری آمدنیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

میں ایک علاقے میں دورے پر گیا وہاں مجھے بتایا گیا کہ یہاں ایک اچھا متمول اور کھاتا پیتا زمیندار گھرانہ ہے۔ ان کے ایک بزرگ فوت ہوگئے۔ ان کی وصیت تھی۔ امانتاً اس شرط پر بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی کہ ان کے ذمہ زمین کی قابل ادائیگی وصیت ان کے ورثاء کریں گے مگر انہوں نے لیت ولعل سے کام لینا شروع کر دیا اور کہا ہمارے پاس رقم نہیں ہے۔ خدا کا کرنا ہوا کسی نے انہیں کہا یہ والا مربع بیچ دو اور سندھ میں دو تین مربع زمین مل جائے گی۔ چنانچہ زیادہ زمین کے لالچ میں پنجاب میں واقع مربع بیچ کر سندھ میں زیادہ زمین حاصل کر لی گئی مگر کاغذات میں کچھ ایسا ردو بدل کیا گیا کہ ان لوگوں کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا جنہوں نے وصیت کی واجب الادا رقم یہ کہہ کر ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ ہمیں توفیق نہیں ہے، ہمارے پاس رقم نہیں ہے۔ پھر واقعتاً ان کے پاس رقم نہ رہی یہاں تک کہ زمین بک گئی اور جو وہاں سندھ میں لی وہ سراسر فراڈ نکلا۔ 'نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے'۔

ایک موازنہ

مولوی نعمت اللہ صاحب کو کابل میں 1924ء میں شہید کیا گیا شہادت سے پہلے انہوں نے قید خانہ سے ایک احمدی دوست کو خط لکھا اور اس میں فرمایا۔

"میں ہر وقت قید خانہ میں خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخشے۔ بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ احمدیت پر قربان کردے۔"

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 9)

یہ تو ہوئے وہ خوش قسمت جنہیں آسمانی راہنمائی میسر ہے اور وہ ہر طرح کی قربانی کرتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی طرح ڈال دی ہے۔ ان کی تمام تمنائیں اور خواہشات کا رخ دین ہی ہے۔ مگر جو بیچارے محروم ہیں ان کی حسرتیں دنیا ہی دنیا ہیں۔ ذرا دیکھیں اور موازنہ کریں درج ذیل دو واقعات کا۔

روزنامہ جنگ مورخہ 10 دسمبر 2007ء میں خبر ہے۔ ایران کے ایک ارب پتی شخص نے من پسند موبائل فون نمبر لینے کے لئے ایک ارب ریال کی آفر کی۔

روزنامہ آواز مورخہ 27 جنوری 2008ء میں ایک مسلمان تاجر جو برطانیہ میں مقیم ہے کے متعلق خبر دیتا ہے۔

افضل خان نامی تاجر نے 7 لاکھ 44 ہزار ڈالر میں من پسند گاڑی کا نمبر حاصل کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ میری نئی گاڑی پر مہنگی ترین نمبر پلیٹ لگے گی۔

یہ تو تھی ان لوگوں کی حالت جو اس آسمانی نظام اور راہنمائی سے محروم ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کے پاس اموال نہیں ہیں، دولت نہیں ہے۔ سب کچھ ہے مگر وہ راہنمائی نہیں جس کے ذریعہ اموال کی صحیح رخ پر قربانی کی توفیق ملا کرتی ہے۔

اب دیکھیں ان لوگوں کی کیفیات جنہوں نے اس

آسمانی راہنمائی سے فیض پایا ہے۔حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب ؓ کے حالات زندگی میں یہ مختصر سی بات بڑی ہی پیاری دکھائی دیتی ہے کہ آپ نے شرٹ خریدنے کے لئے بہت ساری دکانیں چھان ماریں۔جو شرٹ خریدی نہایت معمولی اور کم قیمت۔جو خادم ساتھ تھے انہوں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب اتنا وقت آپ نے لگایا چند روپے بچانے کے لئے۔آپ نے جواب دیا یہاں کے پانچ پاؤنڈ پاکستان میں جا کر اتنی رقم بن جائے گی کہ کسی غریب اور یتیم بچے کی تعلیم کے حصول میں کچھ مدد بن سکے گی۔

اور اسی طرح احمدیت کے ایک اور چمکتے ہوئے ہیرے مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کو جب نوبیل انعام ملا لاکھوں پاؤنڈ ملے۔آپ کی بیٹی نے فون کیا کہ ابا اب تو آپ مجھے گاڑی لے دیں گے۔آپ نے جواب دیا بیٹا آپ لیٹ ہوگئی ہو کیونکہ وہ رقم تو غریب ممالک کے ان طلباء کے لئے وقف کر چکا ہوں جو تعلیم کی روشنی سے محروم ہیں۔

جس طرح میں نے آغاز میں عرض کیا تھا متقی امام کی خوبیاں مقتدیوں میں منتقل ہوتی ہیں۔یہ دو مثالیں ان مقتدیوں کی دی ہیں جن کو وہ ائمہ میسر ہیں جن کی صحبت انسان کو بنی نوع انسان کی ہمدردی ہی کی طرف لے کر جاتی ہے۔

مجھے جلسہ کینیڈا 2008ء کے وہ تاریخی لمحات نہیں بھولتے۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں تشریف لے گئے تو کینیڈا لجنہ نے ایک ملین ڈالرز آپ کی خدمت میں پیش کئے۔آپ نے قبول فرماتے ہوئے اسی لمحے ارشاد فرمایا۔یہ فلاں مسجد کی تعمیر کے لئے بھجوادیں گے۔

(روزنامہ الفضل 14 جولائی 2008ء)

اسی نشست میں ناصرات نے بھی ایک خاصی بڑی رقم آپ کے حضور پیش کی۔آپ نے اس بڑی رقم کے بارہ میں اسی مجلس میں فرمایا کہ یہ افریقہ کے فلاں ہسپتال کے لئے بھجوادیں گے جہاں دکھی انسانیت کے لئے ضرورت ہے۔

یہ ہیں وہ بھلائی پھیلانے والے ہاتھ جن کے متعلق مخبر صادق ﷺ فرماتے ہیں اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے۔اور بلاشبہ یہی وہ ہاتھ ہیں جو اس عظیم الشان مہمات میں کامیابی حاصل کرتے ہیں جہاں دوسرے ہاتھوں کو مقابلہ کی طاقت حاصل نہیں ہے وہ توفیق حاصل نہیں مگر جن ہاتھوں کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا فرمان پورا ہو کہ اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے سے۔آج خدا کے فضل و کرم سے اوپر والے ہاتھ یعنی خیر پھیلانے والے ہاتھ خلفاء سلسلہ کے ہی ہیں اسی لئے ان ہاتھوں کو سینے سے لگانے اور چومنے کے لئے لاکھوں کروڑوں عشاق ترستے ہیں۔

آخر پر ایک واقعہ بیان کر کے گزارشات ختم کرتا ہوں۔اس واقعہ سے راہیں متعین ہوتی ہیں کہ ہم بھی دل کھول کر چندے خدا کے حضور پیش کرتے چلے جائیں۔

ہمارے ایک ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اخوند نے اپنی آپ بیتی "نشان کبیر" صفحہ 121 میں ایک بڑا ہی پیارا واقعہ چندوں کی برکت کے حوالے سے بیان کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

چندوں کی برکت کی ایک دوسری مثال بھی پیش کرتا ہوں۔1956ء میں میں گھوگی سے تبدیل ہو کر مورو ضلع نواب شاہ کے ہسپتال کا انچارج ہو کر وہاں پہنچا اور میں نے یہ کیا کہ گھوگی چھوڑنے سے چند دن پہلے میں نے تحریک جدید کا چندہ 1600 روپیہ ایک ماہ کی آمد سے بھی بہت زیادہ وکیل المال تحریک جدید کو بھیج دیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں مورو پہنچا تو جو بیمار بھی میرے پاس آتا میرے علاج سے شفا پاتا۔بڑے بڑے نازک بیمار اور بڑے پرانے بیمار میرے علاج سے حیرت انگیز طور پر تندرست ہوگئے۔جس بیمار پر بھی ہاتھ ڈالا وہ تندرست ہوگیا۔یہاں تک کہ میں نے خود محسوس کیا کہ یہ خدا کا ہی فضل ہے اور کچھ نہیں۔اس قدر ہاتھ میں شفا نصیب ہوئی کہ پہلے کبھی اس کی مثال میں نے نہ اپنے علاج کے نتیجہ میں دیکھی نہ کسی دوسرے ڈاکٹر یا طبیب کے علاج کے نتیجہ میں دیکھی۔شفایابی کی ایک بارش تھی جو میں نے خارق عادت طور پر دیکھی۔یہ کیوں ہوا؟ میں نے سوچا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ برکت ہے اس چندہ کی جو میں نے بڑھ چڑھ کر تحریک جدید کو اس سال بھیجا۔

(بشکریہ: الفضل 13 اپریل 2009ء)

لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ کا دوسرا سالانہ نیشنل اجتماع

(رپورٹ: یاسمین پاشا ۔ نیشنل نائب صدر لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ)

آئیوری کوسٹ جماعت اللہ کے فضل سے ایک پرانی مخلص جماعت ہے اور جماعتی ذیلی تنظیمیں اپنے اپنے دائرہ کار میں فعال ہیں۔11 اور 12/ اپریل 2009 کو لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ کو اپنا دوسرا سالانہ اجتماع کروانے کی توفیق ملی۔

لجنہ کے اجتماع کے لئے مجوزہ سلیبس جو قرآن پاک ناظرہ، حفظ قران، صد سالہ خلافت جوبلی کی دعائیں، نظم، تقریر اسلام احمدیت اور کھیلوں کے ورزشی مقابلوں پر مشتمل تھا پہلے سے تمام regions میں بھجوا دیا گیا تا کہ regions اچھی تیاری اور مقابلے کی روح کے ساتھ تمام events میں حصہ لیں۔

اس دفعہ لجنہ کا اجتماع Grand-Bassam میں منعقد ہوا جو کہ Abidjan سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلہ پہ واقع سمندر کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے۔

تمام انتظامی امور کے سلسلہ میں کئی میٹنگز ہوئیں۔جمعہ کی شام امیر صاحب نے تمام انتظامات کی فائنل چیکنگ کی۔اس دفعہ توقع سے زیادہ حاضری ہونے کے باعث ایک سکول کے وسیع احاطہ میں رہائش اور اجتماع کا انتظام کیا گیا تھا۔

10/ اپریل بعد نماز جمعہ لجنہ کے وفود Grand-Bassam پہنچنا شروع ہوگئے۔

ہفتہ کی صبح پروگرام کا آغاز باجماعت نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس القرآن سے ہوا۔پہلے اجلاس کی کاروائی پروگرام کے مطابق صبح 9:30 پر شروع ہوئی۔تلاوت قرآن پاک کے بعد لجنہ کا عہد دہرایا گیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ آئیوری کوسٹ Mrs.djakité mariama نے افتتاحی تقریر کی۔آپ نے اپنی تقریر میں "اسلام میں عورت کا مقام" بیان کیا۔

دوسری تقریر خاکسارہ یاسمین پاشا کی "لجنہ اماء اللہ کے اغراض و مقاصد، بچوں کی تربیت میں مسلمان ماں کا کردار" جیسے اہم موضوع پر تھی۔

اس کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے سب سے پہلے قرآن پاک ناظرہ، پھر حفظ قران، تقریر و نظم اور خلافت جوبلی کی دعائیہ پروگرام بھی مقابلہ جات میں شامل تھا۔

وقفہ برائے ظہر و عصر اور دوپہر کے کھانے کے بعد دوسرے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد تقریری مقابلہ شروع ہوا۔یہ تقریری مقابلہ بعنوان "اسلام احمدیت" انتہائی خوبصورت اور مدلل مقابلہ تھا۔لجنہ و ناصرات کے لیے ایک ہی موضوع رکھا تھا۔ ہر مقرر کو پانچ منٹ میں اظہار خیال کرنا تھا۔

اسی طرح سوال وجواب کا مقابلہ بھی بہت دلچسپ تھا تمام regions بھر پور تیاری کے ساتھ شامل تھے۔

اسلام، قرآن اور احمدیت کے متعلق سوال پوچھے گئے۔سوال وجواب کے بعد پہلے دن اور دوسرے اجلاس کا اختتام ہوا۔

دوسرے دن علی الصبح اس سے پہلے کہ دھوپ کی شدت اور تمازت میں اضافہ ہو ورزشی مقابلے شروع کروادیئے گئے۔ورزشی مقابلوں میں دوڑیں، ناصرات کے لئے بوری ریس، چمچ میں لیموں لیکر بھاگنا، عورتوں کے لئے musical chair، سات سال سے کم عمر ناصرات کے لیے مینڈک دوڑ وغیرہ وغیرہ شامل تھیں۔جس سے خواتین و بچیاں بہت لطف اندوز ہوئے۔

پروگرام کا تیسرا اجلاس تلاوت قرآن پاک اور قصیدہ حضرت مسیح موعود سے شروع ہوا۔اس پروگرام میں تمام participants کی تقسیم انعامات کی تقریب تھی۔مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ اور ناصرات کو صدر صاحبہ، مربیان کرام کی بیگمات اور regional صدرات نے انعامات تقسیم کئے۔

آخر پر صدر صاحبہ نے تمام مہمانوں، ڈیوٹی ادا کرنے والی تمام معزز ممبرات کے تعاون کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔الحمدللہ

اس سال شعبہ دستکاری کے تحت ایک چھوٹے پیمانے پر نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں تمام اشیاء لجنہ کی donations پر مشتمل تھیں۔ان کی فروخت سے لجنہ کو 43000 فرانک سیفا کی آمد ہوئی۔

اجتماع کے موقع پر شہر کی نائب گورنر مادام مریم جو کہ مسلمان خاتون ہیں، ان کو تبلیغ کا موقع بھی ملا کہ احمدی دوسرے مسلمانوں سے مختلف کیوں ہیں۔اس کے علاوہ شہر کی دیگر مسلمان تنظیموں کے وفود بھی شامل ہوئے اور مجموعی طور پر آئیوری کوسٹ کے آٹھ regions کی 869 ممبر اجتماع میں شامل ہوئیں۔

آئیوری کوسٹ گذشتہ کئی سال خانہ جنگی کا شکار رہا ہے اور ابھی تک بعض مسائل ایسے ہیں کہ سفر کرنا ایک مشکل امر ہے۔ان تمام مسائل کے باوجود تمام ملک کے دور دراز شہروں سے لجنہ کی اجتماع میں شمولیت ایک واقعی قابل فخر بات ہے۔

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

الھلال (Al-Hilal)
(A Magazine For Children)
جماعت احمدیہ امریکہ بچوں اور بچیوں کے لئے ایک خوبصورت رسالہ "الھلال" کے نام سے شائع کرتی ہے۔یہ رسالہ انگریزی زبان میں ہے اور احمدی بچوں اور بچیوں کے مضامین سے آراستہ ہوتا ہے۔رسالہ اپنی ظاہری خوبصورتی اور مضامین میں تنوع کے لحاظ سے بھی بہت ہی دلکش ہے اور احمدی بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے۔یہ رسالہ Quaterly ہے اور سال میں چار شمارے شائع ہوتے ہیں۔انگریزی دان بچوں کے لئے یہ رسالہ بہت مفید ہے اور والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے اسے ضرور Subscribe کریں۔امریکہ کے اندر اس کی سالانہ خریداری کا چندہ صرف آٹھ ڈالرز ہے۔جبکہ بیرون امریکہ سے جو لوگ یہ رسالہ خریدنا چاہیں ان کے لئے اس کا سالانہ خریداری چندہ سولہ امریکن ڈالر (US$16) ہے۔خریداری کے لئے مکرم سید ساجد احمد صاحب سے حسب ذیل ایڈریس پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔
E-mail: syedsajidahmad@yahoo.com
بذریعہ پوسٹ رابطہ کے لئے:
Al-Hilal, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905, U.S.A

ڈلوال کا تاریخی مناظرہ (1944ء)

(پروفیسر راجا نصر اللہ خان۔ ربوہ)

ڈلوال کے تاریخی مناظرے کا احوال لکھنے سے پہلے اپنے علاقے کا کچھ تعارف پیش کیا جاتا ہے اور احمدیت کے حوالے سے چند ابتدائی باتیں عرض کی جاتی ہیں جو قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ہوں گی۔ خاکسار کے والد محترم راجہ فضل داد خان رئیس ڈلوال (سابق ضلع جہلم حال چکوال) کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈلوال کے پہلے احمدی ہونے کی سعادت اور اعزاز حاصل تھا۔ چند سال بعد آپ کے بھانجے راجہ محمد نواز صاحب کو بھی قبول احمدیت کی توفیق حاصل ہوئی۔ اور اس طرح ڈلوال میں دوسرے احمدی گھرانے کی بنیاد پڑی۔

ڈلوال ایک سرسبز وشاداب اور خوشگوار آب وہوا والا خوبصورت پہاڑی قصبہ ہے جو خصوصاً ماضی میں (آبادی پھیلنے اور رہن سہن کے طور طریقے بدلنے سے پہلے) اپنے پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے باغات کی وجہ سے بھی بہت مشہور تھا۔ ڈلوال اور اردگرد کے گیارہ دیہات (یعنی کل بارہ دیہات) علاقہ کہون کہلاتا ہے۔ ڈلوال ان میں سے سب سے بڑا اور اہم قصبہ ہے جس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں پر بیلجیئم مشن نے ہمارے جنجوعہ راجپوت بزرگوں کی طرف سے کئی ایکڑ اراضی کا ٹکڑا بطور Donation مل جانے کے بعد 1900ء میں ہائی سکول قائم کر دیا تھا۔ اردگرد کے علاقے کا تو ذکر کیا اس وقت چکوال میں بھی کوئی ہائی سکول نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ ماضی میں دور دراز دیہات سے بھی بہت سے طلباء ڈلوال ہائی سکول میں آ کر تعلیم پاتے تھے جہاں بورڈنگ ہاؤس کی سہولتیں بھی میسر تھیں۔ اس طرح مشن ہائی سکول ڈلوال کے فارغ التحصیل بہت سے لوگ خاص طور پر موضع دوالمیال کے قوم اعوان (ملک) کے اونچے لمبے قد اور مضبوط جسم کے چاق وچوبند کئی لائق فائق نوجوان فوج اور دوسرے شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر پہنچے۔ یاد رہے کہ پاکستان بننے کے کئی سال بعد تک میٹرک پاس امیدوار فوج میں کمشن لینے کا اہل ہوتا تھا۔ (اب ایف۔اے پاس ہونا ضروری ہے) پہلے احمدی جرنیل ملک نذیر احمد صاحب کا تعلق بھی دوالمیال سے تھا۔

دوالمیال کا خاص امتیاز

موضع دوالمیال ہمارے گاؤں ڈلوال سے کوئی ڈیڑھ دو میل شمال میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں احمدیت کا پودا خوب بڑھا پھولا۔ یہ خوش قسمت گاؤں کئی اصحاب مسیح موعودؑ کا بھی مسکن تھا اور اس طرح یہاں ایک بڑی جماعت قائم ہوگئی۔ دوالمیال میں احمدیوں کی ایک وسیع اور خوبصورت مسجد قدیم دنوں سے موجود ہے جسے بعد میں وہاں کی جماعت نے مزید وسیع، آرام دہ اور خوبصورت بنا دیا ہے۔ میرے والد محترم راجہ فضل داد خان صاحب اور ان کے بھانجے بھائی محمد نواز صاحب عیدین اور حسبِ موقع جمعہ کی نمازیں ادا کرنے کے لئے دوالمیال حاضر ہوتے تھے۔ کئی مرتبہ بچپن میں ہم تین بھائیوں کو بھی ان کے ہمراہ ان پر رونق روحانی مواقع وتقاریب میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہو جاتی تھی۔ عید کے پُرمسرت موقع پر سب احباب جماعت آپس میں مل کر دلی اور سچی روحانی خوشی محسوس کرتے تھے اور ہم ڈلوال سے حاضر ہونے والے چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ بے حد محبت، تواضع اور مروّت کا سلوک فرماتے تھے۔ اس دور میں حضرت قاضی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ دوالمیال ہوا کرتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت لمبا عرصہ تک جماعت دوالمیال کی خدمت اور تربیت کی توفیق ملی۔ آپ دراز قد، سڈول جسم اور مسکراتے ہوئے چہرے والے نہایت بزرگ، خلیق اور باوقار شخصیت تھے۔ آپ کے چہرے پر حنا رنگ داڑھی بہت بھلی لگتی تھی۔ ہم ڈلوال والوں کے ساتھ بے حد شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اور میرے والد محترم کے نہایت ہی باصفا اور سچے دوست تھے۔ عید کے موقع پر محترم قاضی صاحب ڈلوال سے حاضر ہونے والے دوستوں کا بڑی شفقت سے انتظار فرماتے تاکہ ہم لوگ عید کی نماز سے محروم نہ رہ جائیں۔ کیسا خوبصورت اور مضبوط رشتہ ہے احمدیت کا رشتہ اور تعلق! اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین۔

اے ہم نفسانِ محفل ما رفتید ولے نہ از دل ما

اللہ تعالیٰ ان رخصت ہو جانے والے بزرگوں کی اولادوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔ آمین

مناظرہ ڈلوال کا سبب کیسے بنا

اپنے بچپن میں مَیں نے اپنے والد محترم سے احمدیت کے حوالے سے چند واقعات سنے تھے ان میں ایک واقعہ مناظرۂ ڈلوال کی بنیاد سے متعلق بھی سنا تھا جو مجھے اچھی طرح یاد رہ گیا۔ والد محترم نے مجھے اس مناظرے کے نقطۂ آغاز کے متعلق بتایا کہ وہ ضلع سرگودھا میں اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے کہ اپنے زمانے کا ایک منہ پھٹ مناظر مولوی لال حسین اختر مرکزی مسجد خواجگان میں آ کر قیام پذیر ہوا اور اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے متعلق حسبِ عادت خلافِ حقیقت اور دشنام بھرے الزامات لگائے پھر اس نے اپنے میزبانوں سے پوچھا کہ کیا ڈلوال میں بھی کوئی ''مرزائی'' ہے؟ اس پر اسے میرے والد محترم کے متعلق بتایا گیا تو اس نے آپ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر ان لوگوں نے بتایا کہ وہ ان دنوں اپنی زمینوں پر گئے ہوئے ہیں اس لئے ان کی واپسی پر اطلاع کر دی جائے گی۔ میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ جب میں سفر سے واپس آیا تو مجھے مولوی صاحب کے متعلق بتایا گیا میں تیار ہو کر سیدھا مسجد خواجگاں میں پہنچ گیا اور مولوی صاحب کو اپنا تعارف کرایا۔ مولوی صاحب نے والد صاحب سے کہا کہ آپ تو لکھے پڑھے اور معتبر شخصیت لگتے ہیں آپ اس جماعت میں کیسے پھنس گئے اور پھر مخالفانہ باتیں شروع کر دیں۔ جب گفتگو طویل ہونے لگی تو والد محترم نے مولوی لال حسین اختر سے کہا کہ آپ آج کل یہاں مقیم ہیں تو مناظرہ کا پروگرام بنا لیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا ٹھیک ہے مَیں اس کے لئے تیار ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ہمارے والد محترم راجہ فضل داد خان صاحب نے امیر جماعت دوالمیال محترم قاضی عبدالرحمٰن صاحب کو سارا ماجرا سنایا تو قادیان دارالامان میں ناظر صاحب کو احمدی مناظرین بھیجنے کی تحریری درخواست بھجوائی گئی۔

یہ چند باتیں خاکسار نے بچپن میں اپنے والد محترم سے سنی تھیں اس کے بہت عرصہ بعد جب خاکسار مشن ہائی سکول ڈلوال سے میٹرک پاس کر کے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل ہوا تو وہاں زمانۂ طالبعلمی میں یہ بات بھی سنی کہ ڈلوال کے مناظرے کا کچھ ذکر تاریخ احمدیت میں مذکور ہے۔ ماہ وسال گزرتے گئے۔ خاکسار نے پاکستان میں اپنی تعلیم (ایم۔اے انگلش) مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک ڈگری کالج راولاکوٹ آزاد کشمیر) میں بطور انگلش لیکچرر خدمات انجام دیں اور پھر مارچ 1968ء میں لندن اور وہاں سے اکتوبر 1969ء میں مڈل ایسٹ روانہ ہو گیا اور ایک لمبے عرصہ کے بعد وسط 1985ء میں واپس وطن (ربوہ) لوٹا۔

کچھ عرصہ بعد اپنے علاقہ کے دیرینہ دوست مکرم منور احمد عارف صاحب (آف کلر کہار) سے دوران گفتگو معلوم ہوا کہ ڈلوال کے مناظرہ کے لئے تین محترم مناظرین قادیان دارالامان سے ڈلوال تشریف لائے تھے۔ ان میں سے محترم مولانا محمد یار عارف تو کئی سال قبل اللہ کو پیارے ہو چکے تھے لیکن دوسرے دونوں معزز بزرگ حضرت مولانا محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) اور محترم مولانا احمد علی شاہ صاحب ربوہ میں مقیم تھے۔ چنانچہ خاکسار نے طے کیا کہ ان دونوں بزرگوں سے گزارش کر کے اور وقت لے کر مکرم منور عارف صاحب اور میں دونوں ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ڈلوال میں ہونے والے مناظرے کی روداد اُن کی آواز میں ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیں گے۔ الحمدللہ ان دونوں بزرگوں کی بیان کردہ رودادِ مناظرہ ان کی آوازوں میں ریکارڈ ہو گئی اور وہ Tape (کسیٹ) خاکسار کے پاس موجود ہے جس کا میں نے Script تیار کرا لیا ہے۔

ٹیپ شدہ تفصیلات سے چند اہم اور دلچسپ باتیں

سبز پگڑی والے حضرت مولوی محمد حسین صاحب (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے پنجابی زبان میں بتایا کہ یہ مناظرہ ڈلوال میں راجہ فضل داد خاں صاحب نے کروایا تھا اور مولوی لال حسین اختر کے ساتھ ایک اور مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی بھی تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے بتایا کہ لال حسین اختر نے احمدی مناظرین کے پہنچنے سے پہلے یہ ڈینگ ماری تھی کہ یہ لوگ میرا نام سن کر بھاگ جائیں گے اور میرے مقابلے پر نہیں آئیں گے کیونکہ مَیں ایک عرصہ تک ان کی جماعت میں رہا ہوں اور گھر کا بھیدی ہوں۔ جب مناظرے کے موقع پر آمنا سامنا ہوا تو مَیں (حضرت مولوی محمد حسین صاحب) نے لال حسین اختر سے کہا کہ آپ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ میں احمدیوں کے گھر کا واقف ہوں۔ احمدیت تو قادیان سے شروع ہوئی اور آپ نے تو قادیان دیکھا بھی نہیں۔ آپ کو لاہوری جماعت کے خواجہ صاحب یتیم سمجھ کر اپنے پاس لے آئے اور لکھایا پڑھایا اور تم لوگوں کو بتاتے پھرتے ہو کہ تم جماعت احمدیہ کے مبلغ تھے۔ جب مَیں نے اسے اس طرح کی سچی باتیں سنائیں تو اس کے متعلق لوگوں پر بہت اثر پڑا اور بعض نے کہا کہ مولوی صاحب تو کہتے تھے کہ مَیں ان احمدیوں کا بھیدی ہوں۔ الٹا یہ لوگ ہمارے مولوی کے بھیدی نکلے۔

چونکہ مولوی لال حسین اختر دوران مناظرہ بدزبانی اور اوچھی حرکات کو بھی روا رکھتے تھے۔ اس لئے حضرت مولوی محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ دلائل کے لحاظ سے احمدیت کا مقابلہ ساری دنیا نہیں کر سکتی باقی گالیوں کا کیا ہے وہ تو ہر کوئی دے سکتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے بتایا کہ مولوی لال حسین اختر کو احمدی مناظرین کی طرف سے خاطر خواہ مدلل اور مسکت جوابات ملنے پر راجہ فضل داد خان بہت خوش تھے اور کہنے لگے اب وہ یہاں نہیں آئے گا اور واقعی وہ پھر پلٹ کر وہاں کبھی نہیں گیا۔

محترم مولانا احمد علی شاہ صاحب نے بیان کیا کہ مولوی لال حسین اختر کے زور دینے پر مناظرہ دوالمیال کی بجائے ڈلوال میں دسمبر 1944ء کی دو اور تین تاریخ کو طے پایا۔ اس موقع پر احمدی مناظرین کا قیام راجہ فضل داد خان صاحب کے گھر پر رہا۔ محترم سید احمد علی شاہ صاحب نے بتایا کہ دوسرے روز (3۔دسمبر کو) دو مناظرے ہوئے۔ تیسرا اور آخری مناظرہ دوپہر کے بعد صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر ہوا۔ اپنی تقریر کے دوران محترم مولانا محمد یار صاحب عارف نے قرآن کریم کی بیان فرمودہ دلیل سے ثابت کیا کہ جھوٹے مدعی کو اللہ تعالیٰ زیادہ دیر مہلت نہیں دیتا اور حضرت مسیح موعود کا یہ شعر پڑھا:

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

مولانا سید احمد علی صاحب نے بیان کیا کہ محترم عارف صاحب نے مولوی لال حسین اختر سے بار بار مطالبہ کیا کہ وہ کسی ایک جھوٹے مدعی الہام کی مثال پیش کریں جس نے حضرت مرزا صاحب جیسی ترقی کی ہو اور اتنی عمر پائی ہو لیکن مخالف مولوی صاحب آخر تک کوئی جواب نہ دے سکے۔

چونکہ میرے دوست منور احمد عارف صاحب آف کلر کہار نے مجھے بتا رکھا تھا کہ وہ بھی اپنے والد صاحب کے ساتھ ڈلوال کا مناظرہ دیکھنے اور سننے گئے تھے اس لئے مَیں نے منور عارف صاحب سے درخواست کی کہ جو کچھ انہیں واضح طور پر یاد ہے اپنے قلم سے تحریر کر دیں۔ محترم عارف صاحب کی تحریر سے بھی مختصراً چند دلچسپ باتیں نذرِ قارئین کی جاتی ہیں۔

مکرم منور احمد عارف صاحب نے کہا کہ 1944ء میں جب ڈلوال (سابق ضلع جہلم۔ حال ضلع چکوال) میں مناظرہ ہوا اس وقت میری عمر چھ سات سال کی تھی اور میرے والد محترم میاں سلطان بخش صاحب مرحوم

(سابق صدر جماعت احمدیہ کلر کہار) مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ یاد رہے کہ کلر کہار سے ڈلوال کا تقریباً بارہ میل کا سفر ہے اور اس وقت سفر کی اچھی سہولت بھی میسر نہ تھی۔ مکرم عارف صاحب کا بیان ہے کہ اس مناظرے کی ایسی کشش تھی کہ اس علاقہ کے کافی مسافت پر رہنے والے احمدی دوست بھی بصد شوق ڈلوال پہنچے۔ مہمانوں کے کھانے کا انتظام محترم راجہ فضل داد خان صاحب مرحوم رئیس ڈلوال کے مہمان خانے میں تھا۔ دوالمیال سے تو بہت زیادہ احمدی احباب نے اس مناظرے میں شرکت کی۔

مکرم منور احمد عارف صاحب نے تحریر کیا ہے کہ ان کو یہ بات بھی بخوبی یاد ہے کہ جب غیر احمدی مناظر لال حسین اختر غیر مہذبانہ گفتگو اور بدزبانی پر اتر آتا تو ہمارے بزرگ حضرت مولانا محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) اس کی گرفت کرتے اور شرم دلاتے کہ اگر تمہیں مہمانوں کا کچھ پاس نہیں تو گاؤں کی ان ماؤں بہنوں کا ہی خیال کرو جو مکانوں کی چھتوں پر بیٹھ کر مناظرے کی کارروائی سن اور دیکھ رہی ہیں۔ لیکن مولوی لال حسین اختر اپنی فطرت سے مجبور تھا۔ ''مرد ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر''۔

(تاریخ احمدیت اور روزنامہ ''الفضل'' میں مناظرہ ڈلوال کا تذکرہ)

جب خاکسار نے تاریخی مناظرہ ڈلوال (1944ء) کی تفصیل ضبطِ تحریر میں لانے کا ارادہ کیا تو شدت سے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ''تاریخ احمدیت'' سے اس مناظرے کا حوالہ اور تذکرہ مل جائے جو کہ نہایت ہی مستند جماعتی ریکارڈ ثابت ہوگا۔ نیز اس زمانے کا الفضل کا پرچہ جس میں مناظرے کی رپورٹ شائع ہوئی ہوگی، بھی مل جائے تو دگنی خوشی کی بات ہوگی۔ چنانچہ خاکسار نے محترم و معظم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت کی خدمت میں گزارش بھجوائی تو انہوں نے بکمال شفقت چند منٹوں میں پرچہ الفضل مورخہ 11 دسمبر 1944ء سے متعلقہ صفحہ (6) اور تاریخ احمدیت جلد 10 کے صفحہ 238 کے فوٹوسٹیٹ عنایت فرمادئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ان دونوں قیمتی دستاویزات کو پا کر خاکسار کا دل خوشی اور اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات سے بھر گیا۔ خاکسار اس بات پر عش عش کر اٹھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم و معظم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کو کیسا کمال کا حافظہ اور دسترس عطا ہوئی ہے کہ اتنے پرانے مناظرے کا ریکارڈ 1944ء میں چھپنے والے الفضل اور پھر تاریخ احمدیت جلد 10 سے فوری طور پر مرحمت فرمادیا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ محترم و مکرم مولانا صاحب کی صحت و عمر میں بے حد برکت عطا فرمائے اور آپ کو سلسلہ عالیہ کی بیش از بیش خدمات کی توفیق و سعادت عطا فرماتا رہے۔ آمین

تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 238 سے قارئین کرام کی خدمت مین مناظرہ ڈلوال کی روداد پیش ہے۔

مباحثہ ڈلوال
(ضلع جہلم۔ حال ضلع چکوال۔)

ضلع جہلم میں ڈلوال اور دوالمیال (سابق ضلع جہلم۔ حال ضلع چکوال۔ ناقل) دو قصبے ہیں جہاں مولوی لال حسین صاحب اختر نے احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جو جماعت احمدیہ نے منظور کر لیا اور اختر صاحب کی شرائط پر 3-2 فتح / دسمبر 1323 / 1944ء کو مناظرہ کی تاریخیں تجویز ہوئیں اور مناظرہ ان کی خواہش کے مطابق قصبہ ڈلوال کی جامع مسجد میں قرار پایا جہاں صرف دو احمدی تھے۔ پہلا مناظرہ وفات و حیات مسیح پر زیر صدارت مولوی محمد حسین صاحب ہوا۔ مولوی لال حسین صاحب نے مدعی ہونے کی حیثیت سے جو احادیث و اقوال پیش کئے۔ چوہدری محمد یار صاحب عارف نے ان کے نہ صرف تسلی بخش جواب دیئے بلکہ قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج بھی پیش کئے جن کا جواب مولوی لال حسین صاحب آخر تک نہ دے سکے اور پبلک پر یہ اثر ہوا کہ مناظرہ کے بعد بعض غیر احمدیوں نے صاف کہا کہ مولوی لال حسین صاحب احمدی مناظر کے مقابلہ میں ناکام رہے ہیں۔

دوسرے دن ''فیضان ختم نبوت'' کے مسئلہ میں مدعی جماعت احمدیہ تھی۔ سید احمد علی صاحب احمدی مناظر نے قرآن کریم کی کئی آیات اور احادیثِ نبویہ سے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع میں نبوت حاصل ہوسکتی ہے۔ مولوی لال حسین صاحب نے جو آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال کے پیش کئے انکا نہایت عمدہ جواب دیا گیا اور اقوال بزرگان پیش کر کے جماعت احمدیہ کے عقیدے کی صداقت ثابت کی گئی۔ مولوی لال حسین صاحب سوائے درشت کلامی کے کوئی جواب نہ دے سکے۔

تیسرا مناظرہ اسی دن بعد دوپہر تھا اور یہی مناظرہ سننے کے لئے مولوی لال حسین اور اس کے ساتھی لوگوں کو تیار کر رہے تھے۔ اس مناظرہ پر پبلک کثرت سے آئی۔ مسجد کی چھت اور اردگرد کے مکانوں کی چھتوں پر بھی کافی ہجوم تھا جب مناظرہ شروع ہوا تو مولوی محمد یار صاحب عارف نے پہلی تقریر ہی ایسے رنگ میں کی کہ پبلک نے خاص توجہ سے سنی آپ نے قرآن مجید کی چار آیات سے صداقت ثابت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پڑھا کہ:

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

اور اختر صاحب سے کوئی ایک ایسی مثال پیش کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔ عارف صاحب نے علاوہ قرانی آیات کے دس احادیث اور بیس پیشگوئیاں حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیں۔ مناظرہ کا مقررہ وقت ختم ہونے سے ایک گھنٹہ پیشتر ہی غیر احمدی مناظر کے ساتھیوں نے اپنے مناظر کی کمزوری محسوس کر کے نماز کے بہانہ سے مناظرہ ختم کرنا چاہا جو منظور کر لیا گیا مگر ہماری آخری تقریر میں شور کرنا شروع کر دیا۔ غیر احمدی شرفاء اور شیعہ معززین نے جماعت احمدیہ کی نمایاں کامیابی کا اقرار کیا۔''

(فٹ نوٹ: ''الفضل'' 11 فتح / دسمبر 1323/1944 صفحہ 6)

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
از صفحہ نمبر 13

لاس اینجلیس (امریکہ) واپسی پر بیٹے کی ولادت کی اطلاع ملی۔ حضور انور نے اس اطلاع پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور بیٹے کا نام اپنے قلم سے مستنصر احمد قمر عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ وقف نو میں شامل ہے اور اس وقت جامعہ احمدیہ UK میں زیر تعلیم ہے۔ اس کے بعد دسمبر 1990ء میں اللہ تعالیٰ نے میری بیٹیوں کو دوسرے بھائی سے نوازا۔ حضورؒ نے اس کا نام لبیب احمد قمر رکھا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو میں شامل ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی سے رکھے، علم و عمل میں ترقی دے اور وہ خلافت سے محبت اور اخلاص اور وفا میں ہمیشہ آگے بڑھنے والے ہوں۔

❁ ......خاکسار کی ایک ماموں زاد عزیزہ کو عین جوانی کی عمر میں ڈپریشن کا عارضہ لاحق ہوگیا۔ اس تکلیف کی بروقت تشخیص اور علاج نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف بڑھتی گئی۔ اس کی بیماری کی وجہ سے نہ صرف اس کے والدین اور بھائی بہنیں بلکہ سارا خاندان ہی شدید تکلیف اور پریشانی میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اگر اس کی شادی ہو جائے تو رفتہ رفتہ ڈیپریشن دور ہو جائے گی اور اس کی صحت بھی اچھی ہو جائے گی۔ اول تو اس کی بیماری کی وجہ سے کوئی رشتہ ملنا مشکل تھا اور جب ایک دو رشتے آئے بھی تو نمعلوم اس کے ذہن میں کیا خوف بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شادی پر رضامند ہی نہ ہوتی تھی۔ فروری 2004ء میں مع فیملی رخصت پر پاکستان جانے سے قبل ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس موقع پر اپنی اس عزیزہ کی تکلیف کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ قریباً پندرہ سال سے یہ عارضہ اسے لاحق ہے جس کی وجہ سے سبھی عزیز و اقارب بہت پریشان ہیں۔ ڈاکٹرز کی رائے ہے کہ اس کی شادی کر دی جائے تو اس کی ڈیپریشن ختم ہوسکتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں ساری صورت حال عرض کر کے دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے فرمایا کہ 'پھر اس کی شادی کروائیں'۔ خاکسار کی اہلیہ نے عرض کی کہ حضور اس حالت میں اس سے کون شادی کرے گا۔ پھر اول تو وہ شادی پر تو راضی ہی نہیں ہوتی اور اگر کبھی طبیعت بہتر ہو اور شادی پر آمادہ بھی اور اسے کوئی رشتہ بتایا جائے تو وہ آخر وقت پر پھر انکار کر دیتی ہے۔ خاکسار کی اہلیہ بڑی عاجزی سے اور درد بھرے لہجہ میں دعا کے لئے کہہ رہی تھی کہ یکدم حضور انور نے جو چند لمحے قبل نگاہ نیچی کئے ہوئے تھے نظر اٹھا کر ایک بھرپور نگاہ مجھ پر ڈالی اور فرمایا 'اب آپ جا رہے ہیں تو آپ اس کی شادی کروائیں'۔ حضور انور نے جب یہ ارشاد فرمایا تو اس وقت آپ کا چہرہ مبارک نور سے خوب تمتما رہا تھا اور آپ کے فرمان میں ایک خاص شوکت تھی اور رعب تھا جو غیر معمولی تھا۔ خاکسار نے اس ارشاد پر جواب میں صرف 'جی بہتر' کہا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ جب ہم ملاقات کے کمرہ سے باہر آئے تو میری اہلیہ کہنے لگیں کہ آپ نے کیسے ہاں کہہ دی۔ وہ تو کسی کی بات مانتی نہیں۔ پھر بیمار ہے۔ ہم چند دنوں کے لئے جا رہے ہیں۔ کہاں سے رشتہ ڈھونڈیں گے؟ یہ کیسے ہوگا......؟ مَیں نے کہا کہ مَیں نے حضور کے اس ارشاد میں غیر معمولی بات محسوس کی ہے۔ یہ ایک خاص روحانی تموج کی حالت میں نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ تم دیکھتی جاؤ خدا تعالیٰ خود ہی کوئی سبب بنائے گا۔ حضور نے جس خاص کیفیت میں ہم پر رحم اور شفقت کی نظر ڈالی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور ہم پر رحم فرمائے گا اور کوئی معجزہ دکھائے گا۔ خیر ہم دعائیں کرتے ہوئے سفر پر نکلے۔ ماموں جان کے ہاں ہمارا قیام صرف تین ہفتوں کا تھا۔ اس دوران ہم نے گھر کی صفائی ستھرائی، سفیدی اور دروازوں پر رنگ و روغن وغیرہ کا کام کیا اور کمروں، برآمدہ وغیرہ میں نئے پردے لگائے۔ دن گزرتے گئے یہاں تک کہ ہمارے وہاں قیام میں پانچ دن باقی رہ گئے کہ ایک دوست نے میرے ماموں جان کو بچی کے لئے ایک رشتہ تجویز کیا۔ میرے ماموں جان نے اس دوست کو میرے متعلق بتایا کہ اس بارہ میں وہی فیصلہ کرے گا۔ مجھے یاد ہے کہ وہ جمعہ کا روز تھا۔ مَیں لڑکے سے ملا اور خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق قول سدید سے کام لیتے ہوئے لڑکی کی تکلیف کے متعلق تفصیل سے بتایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ لڑکی کی عمر بھی اس سے زیادہ ہے۔ اسے بھی پہلے سے ہی اپنے عزیزوں کے ذریعہ یہ تمام باتیں معلوم تھیں تاہم ہماری طرف سے بھی بلاکم و کاست تمام حقائق سے اسے آگاہ کیا گیا۔ اس نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ ہماری طرف سے کوئی بات چھپائی نہیں گئی اور وہ لڑکی کی تکلیف اور بیماری کے باوجود شرح صدر سے اس رشتہ پر راضی تھا۔ پھر لڑکی کو اس لڑکے کے کوائف سے آگاہ کیا۔ میرے سامنے تو وہ شادی پر راضی ہوگئی لیکن کچھ دیر بعد ہی اپنی بہن اور والدہ اور بھائی کے سامنے اس نے تذبذب کا اظہار کیا۔ وہ پریشان ہو کر میرے پاس آئے۔ میری اہلیہ کہنے لگیں کہ اس لڑکی کے دماغ میں خدا جانے کیا خوف ہیں۔ کبھی اقرار کرتی ہے کبھی انکار کر دیتی ہے۔ ہم چند دنوں کے لئے یہاں آئے ہیں آپ اس معاملہ میں نہ پڑیں۔ آپ واقف زندگی ہیں۔ کل کو کوئی بات ہو تو خواہ مخواہ آپ پر بھی الزام آئے گا۔ لیکن میرے سامنے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ رخ انور تھا اور آپ کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے وہ کلمات تھے جن میں آپ نے براہ راست اس ادنیٰ خادم کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ 'آپ اس کی شادی کروائیں'۔ میرے ماموں جان نے تو حضور ایدہ اللہ سے ہماری ملاقات کا احوال معلوم ہونے پر پہلے سے ہی سارا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیا تھا۔ مَیں نے اپنی اہلیہ کو بھی سمجھایا کہ یہ خدا کی تقدیر معلوم ہوتی ہے کہ جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا میرے ذریعہ سے اس شادی کا مرحلہ طے ہو۔ قصہ مختصر یہ کہ لڑکی سے دوبارہ بلا کر پوچھا۔ اس نے میرے سامنے بشاشت سے شادی پر رضامندی کا اظہار کیا۔ پھر لڑکے لڑکی کو آمنے سامنے بٹھا کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کے کوئی سوال ہیں تو پوچھ لیں، کوئی تحفظات ہیں تو دور کر لیں۔ الغرض رشتہ طے ہوگیا۔ لڑکے کی اور اس کے عزیزوں کی خواہش تھی کہ شادی بھی ہمارے وہاں قیام کے دوران ہی ہو جائے۔ چنانچہ اگلے دن ہفتہ کے روز شادی کے لئے کپڑے زیور وغیرہ ضروری اشیاء کی خریداری کی۔ اتوار کو نکاح اور رخصتی کی تقریب سادگی اور وقار کے ساتھ ہوئی۔ سوموار کو ولیمہ ہوا اور منگل کو ہم وہاں سے واپس آگئے۔ اب اللہ کے فضل سے اس عزیزہ کے ہاں دو خوبصورت صحتمند بیٹے ہیں اور وہ اپنے گھر میں خوش و خرم ہے۔

جس نے بھی اس رشتہ کا اور شادی کا احوال سنا وہ حیران تھا کہ یہ سب کچھ اچانک چند دنوں میں کیسے ہوگیا؟ میرا ایک ہی جواب تھا کہ یہ سب ایک خاص کیفیت میں، خدا کے محبوب بندے، ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک منہ سے نکلے ہوئے کلمات تھے جو خدا تعالیٰ نے پورے کر دکھائے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃ۔ سچ ہے ؎

اُن سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اس لئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں
ان کو خدا نے غیروں سے بخشا ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز

اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر یہ ناچیز جتنا بھی شکر کرے کم ہے کہ اس نے اپنے پیاروں کے قرب کے طفیل ان کے ذریعہ سے ظاہر ہونے والے اقتداری خوارق کو اس طرح قریب سے نہ صرف یہ کہ مشاہدہ کرنے کی توفیق و سعادت بخشی بلکہ خود ہمارے وجود میں، ہمارے گھروں میں، ہمارے خاندان میں اپنے فضل اور رحم کے یہ چمکتے ہوئے نشان دکھائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو خلافت حقّہ کے انوار و برکات سے فیضیاب فرماتا چلا جائے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

اُن سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں

(نصیر احمد قمرؔ)

قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ جب کوئی بندہ خدا کے قرب میں آگے بڑھتا ہے تو ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جب خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ اور پاؤں اور اس کی آنکھیں اور اس کے کان اور اس کی زبان بن جاتا ہے۔ یعنی اس کے تمام اعضاء اور قویٰ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کے تابع ہو جاتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس مرتبہ کی حقیقت اور تفصیل کو اپنی تصنیف ’’آئینۂ کمالات اسلام‘‘ میں یوں بیان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’جب تمام اعضاء للّٰہی طاعت کے رنگ سے ایسے رنگ پذیر ہو جائیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں یا ایک مصفّا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفاء تام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ اور جب اس درجۂ کاملہ پر للّٰہی طاعات و خدمات پہنچ جائیں تو اس صِبْغَۃُ اللّٰہ کی برکت سے اس وصف کے انسان کے قویٰ اور جوارح کی نسبت وحدت شہودی کے طور پر یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ مثلاً یہ آنکھیں خدا تعالیٰ کی آنکھیں اور یہ زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور یہ ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور یہ کان خدا تعالیٰ کے کان اور یہ پاؤں خدا تعالیٰ کے پاؤں ہیں۔ کیونکہ وہ تمام اعضاء اور قوتیں للّٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اور اس کی خواہشوں کی تصویر بن کر اس لائق ہو جاتی ہیں کہ اُن کو اُسی کا رُوپ کہا جاوے۔ وجہ یہ کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء پورے طور پر اس کی مرضی اور ارادہ کے تابع ہوتے ہیں ایسا ہی کامل انسان اس درجہ پر پہنچ کر خدا تعالیٰ کی مرضیات وارادات سے موافقت تامّہ پیدا کر لیتا ہے‘‘۔

(آئینۂ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 62)

حضور علیہ السلام سعادت تامّہ کے تین درجوں یعنی فنا، بقا اور لقا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے درجہ لقا میں ظاہر ہونے والے خواص کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس درجہ لقا میں **بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں** جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مُٹھی کفار پر چلائی اور وہ مُٹھی **کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی** مگر اس مُٹھی نے **خدائی طاقت** دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اُس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا۔ اسی معجزہ کی طرف اللہ جلّشانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال:18) یعنی جب تُو نے اس مُٹھی کو پھینکا وہ تُو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالیٰ نے پھینکا۔ یعنی در پردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت ﷺ کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو **الٰہی طاقت** سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا۔ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے **معجزات** ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا۔ اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا۔ اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ **ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی**‘‘۔

(ایضاً صفحہ 65-66)

ایسے اقتداری معجزات کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’**ان اقتداری خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدت اتصال کی وجہ سے خدائے عزّوجل کے رنگ سے ظلّی طور پر رنگین ہو جاتا ہے** اور تجلیات الٰہیہ اس پر دائمی قبضہ کر لیتے ہیں اور محبوب حقیقی حجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قُرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے **اقوال وافعال وحرکات اور سکنات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم** میں برکت رکھ دیتا ہے تب ہر یک چیز جو اس سے مَس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوتے ہیں۔ اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کی خوشبو اس کو آتی ہے۔ جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ معہ اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نُور کا ساتھ لاتا ہے۔ غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کُنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا‘‘۔

(ایضاً صفحہ 69)

حضور علیہ السلام یہ بیان کرنے کے بعد کہ سب سے بڑھ کر اور کامل اور اصفیٰ طور پر اور بڑی کثرت سے ایسے معجزات آنحضرت ﷺ کے ذریعہ ظاہر ہوئے یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ آپ کی ذات اقدس تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ کا وجود فیض رسان تھا اور آپؐ کی محبت اور اطاعت کی برکت سے آپؐ کی امت میں بھی ایسے خوارق کا سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’**ہمارے ہادی و مقتدا ﷺ نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی اُمّت میں چھوڑ دیا جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورت زمانہ ظہور میں آتا رہا ہے اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا اور الٰہی طاقت کا پرتوہ جس قدر اس اُمّت کی مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری اُمّتوں میں ملنی مشکل ہے**‘‘۔ (ایضاً صفحہ 67)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بھی بہت سے اقتداری معجزے ظاہر ہوئے اور آپ کے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ بھی ایسے نشانات ظاہر ہوئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام ان اقتداری خوارق کی مختلف صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’**لقا کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کی تموّج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا** کیونکہ اس تموّج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلّی طور پر انسان میں آ جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اُس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے۔ اور **بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے** اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے۔ اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ’کُنْ‘ دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلاتخلّف پیدا کرتا ہے ایسا ہی اس کا ’کُنْ‘ بھی اُس تموّج اور مدّ کی حالت میں خطا نہیں جاتا‘‘۔ (ایضاً صفحہ 68-69)

مذکورہ بالا ارشاد میں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کہ ’’**ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا**‘‘ کے حوالہ سے خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگرچہ خلفاء احمدیت کے ذریعہ ظاہر ہونے والے ایسے خوارق عادت نشانات بڑی کثرت کے ساتھ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تاہم خلافت احمدیہ کے اس ادنیٰ خادم کو بھی ایسے اقتداری خوارق مشاہدہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ تحدیث نعمت کے طور پر خاکسار تین خلفاء احمدیت کے ساتھ پیش آمدہ تین ایسے واقعات ذیل میں درج کرتا ہے جن کا یہ عاجز ذاتی طور پر گواہ ہے۔ یہ واقعات خلافت احمدیہ کی حقانیت اور خلفائے مسیح موعودؑ کے تقرب الی اللہ، ان کے عالی منصب، ان کے اپنے خدام سے محبت وشفقت اور خلافت کے انوار و برکات پر بھی ایک روشن دلیل ہیں۔ ’بڑھتا رہے یہ نور خلافت خدا کرے‘۔

۞ ...... 1978ء میں جب مَیں نے شاہد کا امتحان پاس کیا تو ہمارے پرنسپل محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ ساری کلاس کی ملاقات کا انتظام کیا۔ ہم سب طلباء فرش پر بچھی دری پر ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور رحمہ اللہ کے بائیں جانب کرسی پر محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب تشریف فرما تھے جو باری باری ہر طالبعلم کا نام لے کر حضور سے تعارف کرواتے تھے۔ جب میری باری آئی تو محترم پرنسپل صاحب نے میرا نام لیتے ہوئے کہا کہ ’یہ نصیر احمد قمر ہیں‘۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص انداز میں پیار بھرے مسکراتے چہرے اور حسین اور پُرنور آنکھوں سے ایک بھرپور نگاہ مجھ پر ڈالتے ہوئے فرمایا: ’تم بشیر قمر کے بیٹے ہو؟‘ مَیں نے عرض کیا ’جی‘۔ فرمایا: ’تم کشمیری ہو؟‘ مَیں نے پھر ’جی‘ کہہ کر اثبات میں جواب دیا۔ (خاکسار کے والد صاحب راجوری کشمیر سے ہجرت کر کے آئے تھے اس نسبت سے حضور نے کشمیری فرمایا۔) پھر حضورؒ نے فرمایا: ’تم افریقی بھی ہو؟‘ مَیں نے عرض کی ’جی‘۔ (دراصل ان دنوں میرے والد محترم غانا میں بطور مبلغ خدمات بجا لا رہے تھے۔ مَیں سمجھ گیا کہ حضورؒ نے اسی نسبت سے یہ بات فرمائی ہے۔ یہ بھی آپ کی محبت اور شفقت کا ایک دلربا انداز تھا)۔ اس پر حضور رحمہ اللہ نے اسی طرح اپنی دلآویز مسکراہٹ اور محبت بھری، نورانی اور مسحور کن نگاہوں سے اس عاجز کو دیکھتے ہوئے فرمایا: ’’اچھا! تم کشمیری بھی ہو تم افریقی بھی ہو۔ اَور؟‘‘۔ (پھر قدرے توقف سے فرمایا) ’اور مستقبل کا حال خدا جانے‘۔

اب بظاہر یہ عام سا محبت بھرا جملہ تھا لیکن ’گفتۂ اُو گفتۂ

ا لله بود ـ

گرچہ از حلقوم عبداللہ بودؔ‘ کے مصداق خدا کے برگزیدہ مسیح کے مقدس خلیفہ ثالث اور موعود نافلہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ میرے لئے ایک قیمتی سرمایہ اور عظیم پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئے۔ اس کی کسی قدر تفصیل یہ ہے کہ اس کے بعد جب والد محترم غانا سے واپس آئے تو پھر مزید دو مرتبہ تین تین سال کے لئے آپ کی غانا کے لئے ہی بطور مبلغ تقرری ہوتی رہی گویا مَیں ’’افریقی‘‘ رہا۔ پھر ایسا ہوا کہ 1984ء میں (جبکہ میرے والد صاحب ابھی غانا میں ہی تھے) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے لندن ہجرت کے بعد حضور نے اس عاجز کی تقرری UK کے لئے فرمائی اور مَیں مئی 1985ء میں برطانیہ آ گیا۔ اس طرح مَیں ’’برٹش‘‘ بھی ہو گیا۔ اس کے بعد جب خاکسار کے والد صاحب کی تقرری بطور مبلغ فجی کے لئے ہوئی تو مَیں ’فیجین‘ بھی بن گیا۔ اگست 1987ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس نالائق خادم کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف عطا فرمایا اور 1987ء سے 1994ء تک حضور رحمہ اللہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے حضور کی بابرکت معیت میں ناروے، سویڈن، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ، جرمنی، بیلجیم، فرانس، ہالینڈ، آئرلینڈ، پرتگال، سپین، امریکہ، کینیڈا، ماریشس، تنزانیہ، یوگنڈا، کینیا، گواٹے مالا، جاپان، فجی، آسٹریلیا، سنگاپور اور انڈیا وغیرہ ممالک میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ’’مستقبل کا حال خدا جانے‘‘ میں پنہاں وسعت کی مزید تعبیریں کھل کر سامنے آئیں۔ الحمدللہ۔ اللّٰھم زد وبارک۔

۞ ...... جولائی 1988ء کے دوسرے ہفتہ میں خاکسار کی فیملی پاکستان سے لندن آئی۔ ان کے یہاں پہنچنے کے دو تین روز بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے فیملی ملاقات ہوئی۔ اس وقت خاکسار کی صرف دو بیٹیاں تھیں۔ ان دنوں جولائی کے آخر میں اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ہوتا تھا۔ جلسہ سے قریباً ایک ہفتہ پہلے حضور رحمہ اللہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ کے لئے اسلام آباد تشریف لائے۔ خاکسار بھی بحیثیت پرائیویٹ سیکرٹری حضور کے ہمراہ تھا۔ جب حضور اس کوارٹر کے پاس سے گزرے جہاں خاکسار کی فیملی رہائش پذیر تھی تو حضور نے دیکھا کہ خاکسار کی دونوں بیٹیاں کوارٹر کے باہر کھڑی ہیں۔ حضور یکدم ان کی طرف مڑے اور بچیوں کو پیار دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’تمہارا بھائی کہاں ہے؟‘‘۔ پھر ساتھ ہی فرمایا: ’’آ جائے گا انشاءاللہ اگلے جلسہ سے پہلے‘‘۔ اس موقع پر حضور کے ارشاد پر فوٹوگرافر نے حضور کے ہمراہ بچیوں کی تصویر بھی لی۔ یہ سب کچھ بالکل اچانک، غیر متوقع طور پر اور بے ساختہ ہوا۔ جماعت کی صد سالہ جوبلی کے پروگراموں کے سلسلہ میں حضور رحمہ اللہ نے اگست 1988ء کے آخر پر مشرقی افریقہ کے مختلف ممالک اور ماریشس کے ایک ماہ سے زائد عرصہ کے دورہ پر تشریف لے جانا تھا۔ خاکسار کو بھی حضور انور نے قافلہ میں شمولیت کی سعادت بخشی تھی۔ وقت گزر رہا تھا اور خاکسار کی اہلیہ کے ہاں امید کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ چنانچہ خاکسار نے حضور کی خدمت میں خط لکھا جس میں میری بچیوں کو حضور نے اگلے جلسہ سے پہلے بھائی کے آنے کی جو نوید دی تھی اس کا بھی ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ حضور کی اس بات کو، اس تمنا اور دعا کو ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ حضورؒ نے ڈاک کے ملاحظہ کے دوران خاکسار کے خط کو پڑھا اور پھر یہ فرماتے ہوئے خط میری طرف بڑھا دیا کہ ’’اللہ ایک سے زیادہ بھائی دے‘‘۔ گھر آ کر خاکسار نے اہلیہ کو حضور انور کے ارشاد سے مطلع کیا اور کہا کہ اب خدا کے فضل سے ایک نہیں بلکہ کم از کم دو بیٹے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور عطا فرمائے گا انشاءاللہ۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اس مرد خدا کے منہ سے نکلی ہوئی دونوں باتیں خدا تعالیٰ نے بڑی شان سے پوری فرمائیں۔ چنانچہ جیسا کہ حضورؒ نے فرمایا تھا اس کے عین مطابق اگلے جلسہ سے پہلے (یعنی 4؍جولائی 1989ء کو) خاکسار کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی۔ جب بچے کی ولادت ہوئی اس وقت خاکسار حضورؒ کے ہمراہ گواٹے مالا میں Atitlan کے مقام پر تھا۔ وہاں سے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

خلفاء سلسلہ کی طلبہ جامعہ کو نصائح

جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے خلافت سووینئر 2008ء میں مکرم امین الرحمٰن صاحب نے خلفاء سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طلبہ جامعہ کے لئے اہم نصائح کے حوالہ سے ایک مضمون مرتب کیا ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا:

''جب تک جڑ زمین میں مضبوطی کے ساتھ گڑ نہ جائے اس وقت تک اکھیڑنا آسان ہے اور جڑ مضبوط ہونے کے بعد دشوار۔ عادات و عقائد بھی درخت کی طرح ہوتے ہیں۔...... ہم نے دیکھا ہے کہ جن کو بچپنے میں جھوٹ کی عادت پڑ گئی ہے پھر عالم فاضل ہو کر بھی اُن سے جھوٹ کی عادت نہیں چھوٹی ہے''۔

''دوسری نصیحت مَیں تم کو یہ کرتا ہوں کہ آج اگر تم نماز نہ پڑھو گے تو بڑے ہو کر تو بالکل ہی تم کو نماز کی عادت نہ رہے گی۔''

☆ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''جامعہ کے طلباء کو ایک ہی مقصد اپنی زندگی کا قرار دینا چاہئے اور وہ اسلام کی تبلیغ ہے''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

''جب تک ہمارے مربی کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم نہیں ہوگا وہ عوام کے دلوں میں اُس قسم کی تبدیلی پیدا نہیں کر سکے گا''

ناصر ہوسٹل ربوہ کے افتتاح کے موقع پر حضورؒ نے فرمایا: ''جو شخص خدا کے پیار کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ خدا کی مخلوق کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔...... مبلغین کو اِس میدان کے لیڈر اور قائد اور اس کے رہبر بننا ہے''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے اُن کا علم کافی وسیع اور گہرا بھی ہوتا ہے لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ علم کی اس کمی نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا ہے''۔ ''ہمیں ایسے واقفین بچے چاہئیں جن کو شروع ہی سے غصے کو ضبط کرنے کی عادت ہونی چاہئے۔ جن کو اپنے سے کم علم کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سنیں اور تحمل کا ثبوت دیں''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ احمدیہ برطانیہ کے افتتاح کے موقع پر طلباء سے فرمایا: ''آپ کے اساتذہ کو بھی، آپ کے گھر والوں کو بھی، آپ کے ماحول کو بھی اور آپ کو خود بھی اپنے اندر ہر روز ایک نئی تبدیلی پیدا ہوتی نظر آنی چاہئے۔ آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق روز بروز بڑھنا چاہئے۔ ہمیشہ یہ ذہن میں رہے کہ مَیں واقف زندگی ہوں۔ اب میرا اپنا کچھ بھی نہیں، میری ذات اب خدا کے لئے اور خدا کی جماعت کے لئے ہے''۔

...... ❋ ...... ❋ ...... ❋ ......

خلفاء سلسلہ کی مربیانِ سلسلہ کو نصائح

جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے خلافت سووینئر 2008ء میں مکرم طاہر احمد شمس صاحب نے خلفاء سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مربیان سلسلہ کے لئے اہم ارشادات کے حوالہ سے ایک مضمون مرتب کیا ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا:

''قوم میں دین کو دنیا پر مقدّم کرنے والے مطلوب ہیں جن کو دنیا کی پرواہ بھی نہ ہو جب مقابلہ دین و دنیا کا آ کر پڑے۔ باہمّت واعظ مطلوب ہیں جو اخلاص و صواب سے وعظ کریں۔ عاقبت اندیش، صرف اللہ پر بھروسہ کرنے والے، دعاؤں کے قائل اور علم پر نہ گھمنڈ کرنے والے علماء مطلوب ہیں جن کو فکر لگی ہو کہ کیا کیا جائے کہ اللہ راضی ہو جائے''۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''مبلغ کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خادمانہ حیثیت رکھے۔ لوگوں نے یہ نقطہ نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ بعض نے سمجھا کہ نوکر چاکروں کی طرح کام کرے۔ یہ مراد نہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے ملّا نے پیدا ہوئے...... دوسری صورت پھر پیروں والی ہے۔ پیر صاحب چارپائی پر بیٹھے ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ پیر صاحب کے سامنے چارپائی پر بیٹھ جاوے...... دونوں کا نتیجہ خطرناک نکلا، یہ بڑی نازک راہ ہے۔ مبلغ خادم ہو اور ایسا خادم ہو کہ لوگوں کے دل میں اس کا رعب ہو۔ خدمت کرنے کے لئے اپنی مرضی سے جائے۔ ڈاکٹر پاخانہ اپنے ہاتھوں سے نکالتے ہیں لیکن کوئی انہیں بھنگی نہیں کہتا، ڈاکٹر اپنے ہاتھوں سے بنا کر دوائی بھی پلاتے ہیں لیکن کوئی انہیں کمپوڈر نہیں کہتا، وہ بیمار کی خاطرداری بھی کرتے ہیں لیکن کوئی انہیں اُن کا خادم نہیں کہتا۔ یہ اس کی شفقت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے جب تم میں بھی توکّل ہوگا اور تم کسی کی خدمت کسی کے بدلے کے لئے نہیں کرو گے تو پھر تمہاری بھی ایسی ہی قدر ہوگی۔ وہ شفقت سمجھی جائے گی، وہ احسان سمجھا جائے گا''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''دعا، تقویٰ (اور) تزکیہ نفس کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مَیں بہت سوچتا رہا ہوں اور اب بھی سوچتا ہوں کہ ہمارے بہت سے اچھے لکھے پڑھے مربی اتنے کامیاب نہیں ہوتے جتنا کہ ایک کم پڑھا ہوا جس کو اتنے دلائل یاد نہیں ہوتے...... صرف دلائل ہی کو کافی نہ سمجھیں۔ ان کے علاوہ کچھ اَور چیزیں بھی ہیں......

ایک بچہ اگر دعا گو ہے، اگر اس کا تعلق اپنے ربّ سے پختہ ہے تو وہ اس بوڑھے مربی سے زیادہ ذی اثر ہوگا جس میں یہ بات نہ پائی جاتی ہو''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''مبلغین کے لئے بڑا ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے کردار کا محاسبہ کریں اور اپنے طرز کلام کا بھی محاسبہ کریں۔ بہت سے مبلغین مَیں نے ایسے دیکھے ہیں جو زندگیاں تبلیغ میں صرف کرتے ہیں لیکن اُن کی بات کاٹنے والی ہوتی ہے۔ وہ جب آگے سے سختی کی بات سنتے ہیں یا تیزی دیکھتے ہیں تو جواب میں بھی تیزی پیدا کرتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ دشمن کو شکست دینا ہمارا کام ہے۔ حالانکہ دشمن کو شکست دینا ہرگز کام نہیں ہے، دشمن کا دل جیتنا کام ہے''۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''آپ نے اپنے علمی معیار کو بلند کرنا ہے اور قربانی کے معیار کو بلند کرنا ہے، اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا ہے۔ آپ عام آدمی نہیں ہیں...... لوگوں کی آپ پر نظر ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ لڑکا کس عمر کا ہے۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ واقف زندگی ہے، مربی ہے، ہماری تربیت کے لئے مرکز نے یہاں بھیجا ہے۔ واقفین زندگی مرکز کی نمائندگی نہیں کر رہے ہوتے، خلیفۂ وقت کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں''۔

...... ❋ ...... ❋ ...... ❋ ......

جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے خلافت سووینئر 2008ء میں شامل اشاعت محترم مبشر احمد راجیکی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

خلافت سرمستی ہے خلافت رازِ قدرت ہے
خلافت روحِ مذہب ہے خلافت جانِ ملّت ہے
خلافت اہل ایمان کے لئے بارانِ رحمت ہے
خلافت نوعِ انساں کے لئے سامانِ وحدت ہے
خلافت ہے ہدایت کے لئے تکمیل کا باعث
خلافت ہے شریعت کے لئے تعمیل کا باعث

خلافت حق تعالیٰ کی محبت کا نشاں سمجھو
خلافت کی اطاعت میں حیاتِ جاوداں سمجھو
خلافت ہی میں پوشیدہ متاعِ آسماں سمجھو
خلافت ہی سے وابستہ نجاتِ دو جہاں سمجھو
غرض جب بھی کبھی اس دور کا آغاز ہوتا ہے
نیا ساقی ، نئی محفل ، نیا انداز ہوتا ہے

حضرت الحاج مولانا عبدالرحیم نیر صاحبؓ

جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے خلافت سووینئر 2008ء میں مکرم نوید احمد سعید صاحب نے بعض ابتدائی مبلغین کی قربانیوں کے حوالہ سے ایک مضمون مرتب کیا ہے۔ اِس مضمون میں مغربی افریقہ کے پہلے مبلغ سلسلہ حضرت الحاج مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کے بارہ میں بھی ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولانا نیر صاحبؓ 1883ء میں ضلع جالندھر کے موضع پھگواڑہ کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پھگواڑہ میں حاصل کی۔ آپؓ کے والد صاحب کرنال کے رہنے والے تھے۔ 1901ء میں آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور ستمبر 1906ء میں آپؓ مستقل طور پر قادیان آ گئے۔ ابتداء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں استاد مقرر ہوئے۔ بعد میں کچھ عرصہ حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کیا۔ 15 جولائی 1919ء کو بطور مبلغ انگلستان کے لئے روانہ ہوئے جہاں سے 19 فروری 1921ء کو سیرالیون پہنچے اور پھر نائیجیریا اور گھانا بھجوائے گئے۔ وہاں ہزاروں افراد نے آپؓ کے ذریعہ قبولِ احمدیت کی توفیق پائی۔ لیکن آپؓ کی صحت پر آب و ہوا کے منفی اثرات مرتّب ہونے پر آپؓ کو لندن بھجوا دیا گیا جہاں دو سال کام کرنے کے بعد 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی رفاقت میں آپؓ قادیان واپس آ گئے۔ پھر قریباً پانچ سال بھوپال اور حیدرآباد میں خدمات بجالاتے رہے اور اس کے بعد قادیان میں مختلف جماعتی اداروں میں خدمت کی توفیق پائی۔ بعد ازاں ریٹائر ہو گئے اور 1947ء میں ہجرت کر کے گوجرانوالہ میں آباد ہوئے اور یہاں 17 ستمبر 1948ء کو وفات پائی۔

حضرت مولانا نیر صاحبؓ نے افریقہ سے بھجوائی جانے والی اپنی ایک رپورٹ میں لکھا: ''ہزاروں میل کے رقبہ اور لاکھوں انسانوں میں، مَیں صرف تنہا ہوں۔ مجھے نہ صرف خوراک اور آب و ہوا سے جنگ کرنا پڑ رہی ہے بلکہ حکام کی غلط فہمیوں سے بھی سابقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میرا کوئی حامی و ناصر نہیں...... وہ جو گرمی میں برف اور شربت پی کر پیاس بجھاتے ہیں، اُن سے کہہ دیں کہ یہاں احمدی مبلغ کو کوئیں کا پانی بھی میسر نہیں آتا اور اُسے بعض دفعہ پیاس بجھانے کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔ اور وہ جو گھوڑوں بگھیوں موٹروں اور بیل گاڑیوں پر پھرتے ہیں ان سے کہہ دیں کہ یہاں داعیٔ اسلام کو جنگلوں سے پیدل گزرنا پڑتا ہے۔ وہ جو دودھ گھی وغیرہ سے تیارشدہ مٹھائیاں استعمال کرتے ہیں ان کو بتلائیں کہ خادمِ احمدیت کے لئے یہاں یہ چیزیں خواب ہیں''۔

...... ❋ ...... ❋ ...... ❋ ......

جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کے خلافت سووینئر 2008ء میں شامل اشاعت مکرم راجہ منیر احمد خانصاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

ابن مریم ، مہدیٔ موعود ، احمدؐ کے غلام
غلبۂ دین کام تیرا اے زمانے کے امام
مردِ فارس تجھ کو پایا دل سے نکلا مرحبا
تیرے آنے سے ہے رحمت کا نیا دَر کھلا
تیرا قول و فعل تھا بس اقتدائے مصطفیٰؐ
تیرے جسم و جان تھے یکسر فدائے مصطفیٰؐ
زندگی بھر جہد پیہم بھی تیرا اعجاز تھا
تُو ہی عہد آخرین کا آسمانی راز تھا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

5th June 2009 – 11th June 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 5th June 2009

00:00	MTA World News, Tilawat & MTA News
00:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th June 1998.
01:50	Al Maaidah: a culinary programme.
02:05	Dars-e-Malfoozat
02:40	MTA World News
02:55	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 269, recorded on 16th September 1998.
04:10	Life of Hadhrat Isa (as)
05:10	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Nigeria, West Africa.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) with Huzoor recorded on 15th December 2007.
08:05	Le Francais c'est Facile
08:30	Siraiki Service: a discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:20	Reply to Allegations: an Urdu talk with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 24th January 1994.
10:00	Indonesian Service
11:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:15	Tilawat
13:30	Dars-e-Hadith & MTA News
14:15	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:25	Seerat Sahaba Rasool (saw)
16:00	Friday Sermon [R]
17:15	Jalsa Salana Germany 2003: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 24th August 2003.
18:00	MTA World News
18:15	Le Francais c'est Facile [R]
18:35	Live Arabic Service
20:40	MTA International News
21:15	Friday Sermon [R]
22:25	The Blue Planet: An English documentary on the discoveries of planet Earth.
23:10	Reply to Allegations [R]

Saturday 6th June 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:20	Le Francais c'est Facile [R]
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 16th June 1998.
02:50	MTA World News
03:05	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 5th June 2009.
04:15	The Blue Planet [R]
04:55	Persecution
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10	Majlis-e-Shoora UK 1989: A Question and Answer session held in the presence of Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on 27th May 1989.
08:20	Friday Sermon: Recorded on 5th June 2009.
09:20	Ashab-e-Ahmad
09:55	Indonesian Service
10:50	French Service
11:15	Calling All Cooks
11:50	Tilawat
12:00	Persecution
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Live Intikhab-e-Sukhan
15:00	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor recorded on 6th June 2009.
16:10	Calling All Cooks
16:50	Majlis-e-Shoora UK 1989
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News
21:00	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht [R]
22:15	Persecution [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday 7th June 2009

00:20	MTA World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th June 1998.
02:30	Ashab-e-Ahmad
03:05	MTA World News
03:30	Friday Sermon
04:30	Real Talk
05:30	Calling All Cooks
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Learning Arabic: lesson no. 21.
06:50	Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor recorded on 9th May 2009.
08:00	Toronto: A programme documenting Huzoor's visit to Toronto, Canada in 2004.
08:40	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
09:50	Indonesian Service
10:55	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 22nd February 2008.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20	Learning Arabic
12:40	Bengali Reply to Allegations
13:45	Friday Sermon
14:50	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
16:00	Toronto [R]
16:45	Huzoor's Tours
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) [R]
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Huzoor's Tours [R]

Monday 8th June 2009

00:15	MTA World News
00:30	Tilawat & MTA News
01:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th July 1998.
02:15	Friday Sermon: recorded on 22nd May 2009.
03:15	MTA World News
03:30	Toronto [R]
04:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1996. Part 1.
04:55	Learning Arabic: lesson no. 21.
05:15	Hamdiyya Majlis
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Children's Class with Huzoor
08:00	Le Francais C'est Facile: lesson no. 41.
08:20	Medical Matters: an English health programme
09:00	French Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 23rd December 1997.
10:05	Indonesian Service: Translation of Friday Sermon recorded on 17rd April 2009.
11:10	Khilafat Jubilee Quiz
12:05	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: Recorded on 20th June 2008, from Canada.
15:00	Khilafat Jubilee Quiz [R]
16:00	Children's Class with Huzoor recorded on 3rd February 2007.
16:55	French Mulaqa'at [R]
18:00	MTA World News
18:20	Arabic Service
19:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th June 1998.
20:20	MTA International News
20:45	Medical Matters [R]
21:05	Children's Class [R]
22:00	Friday Sermon [R]
22:55	Khilafat Jubilee Quiz [R]

Tuesday 9th June 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:10	Le Francais C'est Facile: lesson 40.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th June 1998.
02:35	MTA World News
02:50	Friday Sermon: Recorded on 20th June 2008.
03:40	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 15th December 1997.
04:30	Medical Matters: an English health programme about Heart disease. Presented by Dr Javed Mansoor.
05:05	Khilafat Jubilee Quiz
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
08:15	Lajna Imaillah UK Ijtema 1994: A Question and Answer session held in the presence of Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on 19th March 1994. Part 2.
09:20	Changing Climate, Changing World
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on 18th July 2008.
12:10	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:15	Bangla Shomprochar
14:15	Lajna Imaillah UK Ijtema: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 19th November 2006.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
16:15	Lajna Imaillah UK Ijtema 1994 [R]
17:20	Changing Climate, Changing World [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Recorded on 5th June 2009.
20:30	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
22:10	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 10th June 2009

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat & MTA News
01:05	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 9th July 1998.
02:25	Changing Climate, Changing World
03:00	MTA World News
03:15	Lajna Imaillah UK Ijtema 1994
04:20	Learning Arabic: lesson no. 15.
05:05	Lajna Imaillah UK Ijtema
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor recorded on 1st December 2007.
07:55	Holy Quran Seminar
09:00	Lajna Imaillah UK Ijtema 1994
10:00	Indonesian Service
10:55	Swahili Muzakarah
12:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 14th February 1986.
15:15	Jalsa Salana Speeches: A speech delivered by Atta-ul Mujeeb Rashed. Recorded on 26th July 2003 at Jalsa Salana UK.
16:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:55	Lajna Imaillah UK Ijtema 1994 [R]
18:00	MTA World News & Dars-e-Hadith
18:30	Arabic Service
19:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th July 1998.
20:35	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:00	Jalsa Salana Speeches [R]
22:55	From the Archives [R]

Thursday 11th June 2009

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Holy Quran Seminar
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 14th July 1998.
02:55	MTA World News
03:10	From the Archives
04:15	Calling All Cooks
04:35	Holy Quran Seminar
05:20	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Al Maaidah: a culinary programme.
07:00	Children's Class with Huzoor
08:05	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th November 1994.
09:10	Real Talk
10:10	Indonesian Service
11:15	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Al Maaidah [R]
13:00	Friday Sermon recorded on 5th June 2009
14:05	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 270, recorded on 22nd September 1998.
15:05	Huzoor's Tours [R]
16:10	Real Talk [R]
17:10	English Mulaqa'at [R]
18:15	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:35	Real Talk [R]
21:35	Tarjamatul Quran Class
22:35	Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 29 May, 2009 | Issue No. 22

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

شانِ خلافت راشدہ
بعض حیرت انگیز واقعات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 25؍اگست 1978ء کے خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا:

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا بوڑھا آدمی اور بے چین روح۔ آپ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔ ان کی زندگی کا مطالعہ کریں تو پتا لگتا ہے کہ ان کو حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ آپ کے بعد ایک گھڑی زندہ رہنا ان کے لئے مشکل تھا لیکن جب خدا تعالیٰ نے ان کو خلافت کے لئے چنا تو سارا عرب مرتد ہوگیا۔ مگر خدا تعالیٰ کا وہ شیر جسے خدا نے خلافت کے لئے منتخب کیا تھا، اس نے کہا کہ مَیں ان مرتدین کی سرکوبی بھی کروں گا اور جو فوج حضرت محمد ﷺ نے باہر بھجوانے کے لئے تیار کی تھی وہ بھی نہیں روکوں گا خواہ مدینہ کے اندر مسلمانوں کی لاشیں کتّے گھسیٹتے پھریں مَیں حکم نہیں بدلوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنی فراست اور ان کے فعل میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ بعد میں ایک موقع پر خالدؓ بن ولید نے کمک مانگی اور لکھا کہ میرے پاس چودہ ہزار فوج ہے اور یہی ہر میدان میں کسریٰ کی ساٹھ ستّر بلکہ اسّی لاکھ تازہ دم فوج کے ساتھ لڑیں گے اور ہر تیسرے چوتھے دن لڑائی ہوگی۔ ہمارے پاس چودہ ہزار فوج ہے۔ ان میں سے بھی کچھ شہید ہو جائیں گے کچھ زخمی ہو جائیں گے اس لئے کمک بھیجیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی کمک بھیج دی۔ یہ دیکھ کر صحابہؓ پیٹ اٹھے۔ صحابہؓ کا اپنا مقام تھا۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ خالدؓ بن ولید نے تفصیل سے خط لکھا کہ ایسے حالات ہیں اور آپ ایک آدمی کی کمک بھیج رہے ہیں۔ آرام سے ان کو کہہ دیا کہ جس فوج میں اس جیسا آدمی ہو جسے مَیں کمک کے طور پر بھیج رہا ہوں وہ فوج شکست نہیں کھایا کرتی۔ چنانچہ پہلے ہی معرکہ میں کسریٰ کے جرنیل نے غداری کی جو عام طور پر دنیوی طاقتیں نہیں کیا کرتیں۔ لیکن اس دن اس نالائق نے غداری کی اور Plan کیا کہ وہ خالدؓ بن ولید کو مقابلہ کے لئے بلائے اور پھر چار پانچ آدمی آئیں اور ان کو قتل کر دیں۔ اس نے پہلے نیزہ بازی کی، پھر تلوار کی جنگ کی اور پھر اس نے کہا آؤ کشتی کرلو۔ چنانچہ دونوں گھوڑے سے نیچے اتر گئے۔ کسریٰ کا بھی بڑا طاقتور اور تجربہ کار جرنیل تھا۔ اس نے کشتی میں طاقتور پہلوان کی طرح خالدؓ کی بانہوں (بازو) کو پکڑ لیا اور اپنے آدمیوں کو جو اس نے درپردہ تیار کئے ہوئے تھے اشارہ کیا کہ اس حالت میں حملہ کرکے خالدؓ کی گردن اڑا دیں۔ عین اس وقت یہ آدمی کی کمک جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھجوائی تھی یہ گھوڑے پر سوار تھے۔ انہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ غداری ہوگئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی اور سے مشورہ کرنے یا کسی اور کو ساتھ چلنے کے لئے کہنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ انہوں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور فوراً وہاں پہنچے جہاں وہ تین چار جرنیل اس غداری میں حصہ لینے یعنی خالدؓ بن ولید کو قتل کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے۔ انہوں نے ایک ایک کو قتل کیا۔ جب قتل کرلیا ان تین یا چار کو جتنے بھی تھے۔ تو (یہ ہے مسلمان کی شان اور اس کی جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منتخب کیا تھا کہ کسریٰ کے غدار جرنیل کی باہیں بھی تو جکڑی ہوئی تھیں) اسے کہنے لگے کہ اب تم اپنی Duel لڑو اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر واپس آگئے حالانکہ اس کو قتل کر سکتے تھے لیکن یہ مسلمان کی شان کے خلاف تھا کہ اس نے جو غداری کی ہے اس کو اس رنگ میں سزا بھی دیں لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ کل کو اسلام پر الزام نہ آجائے۔

یہ مقام ہے خلافت کا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مَیں جن کو خلیفہ بناؤں گا اور یاد رکھیں خصوصاً نئی نسل کہ انتخاب ہوتا ہے لیکن خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے جو بعد میں الگ ہوگئے تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم نے خلیفہ منتخب کیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا مَیں تمہارے انتخاب خلافت پر تھوکتا بھی نہیں ہوں۔ مجھے جس نے خلیفہ بنانا تھا اس نے بنا دیا۔

میری خلافت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔ اور یہ بتانے کے لئے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ خدا تعالیٰ بڑا پیار کرنے والا ہے اس کے پیار کو حاصل کریں۔ بالکل شروع خلافت کے زمانہ کی بات ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو مَیں ٹی آئی کالج میں پرنسپل تھا۔ کالج لاج میں مَیں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ مَیں وہاں آیا۔ میری طبیعت پر بڑا بار تھا کہ مَیں آپا صدیقہ ام متین صاحبہ کو یا مہر آپا کو یا ہماری تیسری والدہ تھیں ان کو ڈسٹرب کروں اپنی رہائش کے لئے لیکن میرے پرائیویٹ سیکرٹری کا دفتر وہاں تھا۔ وہیں سارے کام کرنے پڑتے تھے۔ چنانچہ دفتر کے اوپر دو تین کمرے تھے ان میں ہی ہم ٹکے رہے اس وقت تک جب تک کہ سہولت کے ساتھ سب کا دوسری جگہ انتظام نہیں ہوگیا۔ خلافت کے بڑے تھوڑے عرصہ کے بعد غالباً 1966ء میں نومبر کی بات ہے ظہر کی نماز پڑھانے کے بعد واپس آیا اور دفتر کے اوپر کمرے میں سنتوں کی نیت جب باندھی تو میرے سامنے خانہ کعبہ آیا۔ یعنی کشفی حالت میں نہیں جس میں آنکھیں بند ہو جاتی ہیں بلکہ کھلی آنکھوں کے ساتھ دیکھا یعنی نظارہ یہ دکھایا گیا کہ میرا رخ ایک Angle بائیں طرف اور مَیں نے سیدھا کرلیا منہ خانہ کعبہ کی طرف اور نظارہ بند ہوگیا۔ مَیں نے سوچا کہ یہ تو نہیں خدا کا منشا کہ مَیں ہر دفعہ (ہمارے مکان قبلہ رخ نہیں بنے ہوئے اپنا خود ہی اندازہ کرنا پڑتا ہے) آ کر قبلہ ٹھیک کروایا کروں گا۔ مطلب یہ ہے کہ مَیں تمہارا منہ جس مقصد کے لئے تمہیں کھڑا کیا ہے اس سے ادھر اُدھر نہیں ہونے دوں گا“۔ (خطبات ناصر صفحہ 389-392)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا مثالی عشق اپنے خدام سے

فرمایا:

”دعائیں کریں۔ تدبیر بھی کریں لیکن دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ ساری دنیا کے لئے دعائیں کریں۔ جماعت کے سارے کاموں کے لئے دعائیں کریں۔ جماعت کے سارے منصوبوں کے لئے دعائیں کریں اور خاکسار کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے انتہائی کام کی توفیق عطا کرے اور میرے سپرد جو ایک کام یہ ہے کہ مَیں آپ کے لئے قیادت بہم پہنچاؤں یعنی اُسوہ آپ کے لئے بنوں۔ یہ قربانیاں ہیں یہ دو اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی توفیق سے مثلاً 1974ء میں جماعت کا کوئی شخص ایسا نہیں جو ان دنوں میں اتنی راتیں جاگا ہو جتنی مَیں جاگا ہوں، ہو نہیں سکتا۔ میرے اردگرد بھی لوگ تھے۔ ایک پارٹی سو جاتی تھی اور ایک جاگ رہی ہوتی تھی اور ہر جاگنے والی پارٹی بعض دفعہ آدھے گھنٹے کے بعد مجھے جگا دیتی تھی کہ فلاں جگہ سے فون آگیا، وہاں گڑبڑ ہوگئی۔ فلاں جگہ سے فون آگیا وہاں یہ ہوگیا وغیرہ وغیرہ۔ وَلَا فَخْرَ اور اس میں کوئی مجھے فخر نہیں کرنا کیونکہ مَیں بڑا عاجز انسان ہوں۔ خدا تعالیٰ بڑی شان اور قدرتوں والا ہے۔ وہ ایک ذرّہ سے بھی کام لے سکتا ہے اور لیتا ہے۔ آپ اس کی قدرتوں کو پہچانیں اور اپنی ذات پر بھروسہ نہ رکھیں اور میرے لئے دعا بھی کریں“۔ (ایضاً صفحہ 412)

تاجدار خلافت اور قدوسیوں کی جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 25؍ اگست 1978ء کو خطبہ جمعہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”1967ء میں کوپن ہیگن میں پادری اور کچھ اور دوست بارہ حواریوں کی تعداد میں مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان سے بھی مَیں نے کہا تھا کہ مَیں سمجھتا ہوں مجھ میں اور جماعت میں کوئی فرق نہیں کیونکہ یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ سب کا مقصد ایک ہے، ایک جہت ہے جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مقصد ہے جس کے لئے ہم دعائیں کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانیاں پیش کر رہے ہیں اور اخلاص اور وفا کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ پس خلیفۂ وقت اور جماعت کو علیحدہ کیسے کیا جاسکتا ہے۔ ساری جماعت اپنی جگہ دعائیں کر رہی ہے۔ لیکن یہ جو ایک وجود ہے اس میں خلافت کا ایک بڑا ہی اہم مقام ہے اور یہ نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ چھینا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ اسی سفر میں مجھ سے کسی نے پوچھا کہ خلافت سے پہلے کبھی آپ نے سوچا کہ خلیفہ بن جائیں گے۔ مَیں نے کہا:

"No sane person can aspire to this"

کوئی عقلمند آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے کوئی سوچے گا کیسے۔ کوئی احمق ہی ہوگا، پاگل ہوگا جو یہ کہے گا کہ مجھے یہ ذمہ داری مل جائے۔

خلافت کے متعلق یہ جاننا چاہئے کہ بعض بیوقوف دماغ یہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جہنم میں سے ہر آدمی کا جب علاج ہو جائے گا تو باہر نکل آئے گا خدا کی پرستش کے مطابق جو سزا ہے وہ مل چکی ہوگی تو جہنم خالی ہو جائے گی تو وہاں تمثیلی زبان میں نہ دروازے بند ہوں گے نہ پہرہ دار ہوں گے اور ہوا جہنم کے دروازوں کو ہلا رہی ہوگی۔ وہ کھلے ہوں گے۔ آگ ختم ہو چکی ہوگی کوئی بھی نہیں ہوگا اس میں۔ بعض بیوقوف یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے دربار میں تو ہر وقت ایسے لوگ موجود رہتے ہیں جو اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اور استعداد کے مطابق اس کو پہچاننے والے، اس کے آگے جھکے ہوئے، اس کی حمد کرنے والے، اس کی تسبیح کرنے والے اور اس کے قرب کو حاصل کرنے کی تڑپ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی پیارا شعر فرمایا ہے

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

ہزاروں لاکھوں آدمی، خدا کے بندے خدا کے دربار میں رہتے ہیں۔ کوئی ایک آدمی یہ سمجھے کہ خدا مجبور ہوگیا۔ مَیں اکیلا اس کے دربار میں تھا اور اس نے مثلاً مَیں اپنی مثال لیتا ہوں، اگر مَیں اکیلا ہی تھا اور خدا مجبور ہوا مجھے خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یعنی مجھے پکڑ لے اور خلیفہ مقرر کر دے تو میرے جیسے پاگل دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس بھرے دربار میں سے خدا نے اپنی مرضی چلائی۔ ہم تو اس وقت (یعنی انتخاب خلافتِ ثالثہ کے وقت) آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنے غم میں اور اپنی فکروں میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن یہ سمجھنا کہ جس آدمی کو خدا تعالیٰ کسی کام کے لئے چنے دنیا کا کوئی انسان یا منصوبہ خدا تعالیٰ کے اس انتخاب کو غلط کر سکتا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ دینے والا تو وہی خدا ہی ہے۔ عقل ہے، سمجھ ہے، ہمت ہے، خدا کے در کے علاوہ آپ کون سی چیز کہاں سے لے کر آتے ہیں“۔

(ایضاً صفحہ 388-389)

❁❁❁❁❁❁❁❁

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد